کوئی غارِ ثور میں یوں بزبانِ حال بولے
نہ ہٹاؤں گا انگوٹھا مری جاں اگرچہ جائے

القولِ الانور
فی مناقب
الصدیق الاکبر

الحمد للہ جامعۃ المدینہ فیضان بخاری درجہ خامسہ 5th year کے طلباء کرام کا
مسلمانوں کے پہلے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کے مختلف
پہلوؤں پر خوشبودار گلدستہ



پیشکش درجہ خامسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری

فہرست

پیش لفظ

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد راجہ کاشف مدنی نعیمی دامت برکاتھم العالیہ

(مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری، ورئیس دار الافتاء ہاشمیہ آگرہ تاج لیاری کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

خلّاقِ کائنات جلّا وعلا نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف بنایا اور اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو اس کائنات میں انسان بنا کر بھیجا اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ بنایا جس طرح اس نے اپنے حبیب کی ذات کو تمام انبیاء ورسل سے بڑا مرتبہ عطا فرمایا اسی طرح آپکی صحبت میں بیٹھنے والوں کو بھی تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی امتوں کے افضل ترین افراد سے بھی اعلیٰ رتبہ عطا فرمایا اور اسکی وجہ بالکل واضح ہے کہ یہ فضیلت انہیں کثرتِ رکوع وسجود اور کثرتِ ذکر وتسبیح کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ ربِ کائنات نے اپنے بے مثل محبوب کی صحبت کی برکت سے صحابہ کو ساری امتوں سے بے مثل اور بے مثال بنا کر افضل قرار دیا اور پھر ان میں باہم تفاوتِ مراتب کو انکے مقدروں کا حصہ بنایا جیسا کہ سیدی عالم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ اختارنی واختار لی اصحاب یعنی اللہ پاک نے اپنے قربِ خاص کے لیے مجھے چن لیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو چن لیا۔ پھر ان صحابہ میں چار کو سب سے بلند رتبہ عطا فرمایا اور ان چار میں ترتیبِ فضیلت باتفاقِ اہلسنت یوں ہیں کہ سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں اور یہ محض رب کا فضل ہے وہ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ یعنی فضیلت تو اللہ کے دستِ قدرت میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے. (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 73)

انسان میں جسے بھی تکریم و فضیلت والا رتبہ عطا کیا جاتا ہے اس کی بنیاد تقویٰ ہے اور تقویٰ انسان کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کے مجموعے کا نام ہے رب کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، اور ربِ کریم جسے اپنا قربِ خاص یعنی مرتبہ ولایت عطا فرماتا ہے تو اس کی ذات

میں تقوی کو ودیعت فرما دیتا ہے جیسا کہ رب کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ اللہ کے دوست پرہیز گاری والے ہی ہیں.

اب اس تفصیل کے بعد جب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات کو ہم دیکھتے ہیں تو قرآن صدیقِ اکبر کے تقوے کو یوں بیان کرتے ہوئے نظر آتا ہے: وَ سَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَیO الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی یعنی عنقریب جہنم سے جو سب سے بڑا متقی بچا یا لیا جائے گا جو اپنے مال کو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس آیت میں اتقی سے مراد صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے جیسا کہ مفسرین نے ارشاد فرمایا، بعض لوگوں نے یہ کہا کہ خلافتِ ظاہری کے اعتبار سے ابو بکر صدیق افضل ہیں اور خلافتِ باطنی کے اعتبار سے مولا علی افضل ہے ان کا یہ قول عقلا اور نقلا ہر اعتبار سے مردود ہے عقلا تو اس طرح کہ جب سیدی عالم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مولا علی مشکل کشا سمیٹ تمام صحابہ کا امام مقرر فرمایا تو صحابہ کرام کی عقلوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور نقلا دیکھا جائے تو تقوی کے لیے باطن کی پاکیزگی ضروری ہے اور اسی کو مولا علی کی خلافتِ باطنی میں فضیلت کا سبب قرار دیا گیا جو کہ صریح قرآن کی آیت سے غلط ثابت ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا کہ رب نے آپ کو اس وقت سب سے بڑا متقی قرار دیا جب خلافت کا سلسلہ شروع بھی نہیں ہوا اور آپ ﷺ ظاہری حیات سے متصف تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا اور ابو بکر صدیق کو تمام صحابہ میں سب سے بڑھ کر باطن کی پاکیزگی والی شخصیت قرار دے رہا تھا تو پتا چلا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی خلافت کا اعلان ظاہری خلافت سے پہلے ہی ہو چکا تھا. یارِ غار اور یارِ مزار کی مدح و توصیف بیان کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا تھا: اے حسان! کیا تم نے بھی میرے صدیق کے بارے میں کچھ مدح سرائی کی ہے؟ عرض کیا: "جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! فرمایا: " مجھے سناؤ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کے بارے میں ایک رباعی عرض کی:

وَثَانِي اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمَنِيفِ وَقَدْ

طَافَ الْعَدُوُّ الْجَبَلَا بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ آپ اس بابرکت غار ثور میں ثانِیَ اثۡنَیۡنِ یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا.

وَكَانَ حُبَّ رَسُولِ اللهِ قَدْ عَلِمُوْا

مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلًا

ترجمہ: اور آپ ہی رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِين رَحْمَةٌ لِلْعَلَمِيْن ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں، پھر ارشاد فرمایا: " اے حسان! تو نے سچ کہا ابو بکر ایسے ہی ہیں۔" تو پتا چلا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح مطلوبِ مصطفی ہے اور جو شئ مطلوبِ مصطفی ہے وہ مطلوبِ خدا ہے۔

الحمد للہ عزوجل جامعہ المدینہ فیضانِ بخاری کے استادِ محترم استاذ العلماء والمقتیان حضرت علامہ مولانا ابو غفران یوسف عطاری مدنی اَطال اللہ عمرہ کے حکم پر جامعہ المدینہ فیضان بخاری کے درجہ خامسہ کے طلبائے کرام نے مختلف موضوعات پر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مختصر تحاریر لکھی ہیں جو کہ آپ حضرات کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے، اگر کسی تحریر میں غلطی پائیں تو اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں، اللہ کریم سے دعا ہے کہ ان طلباء کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور صدیق اکبر اور تمام صحابہ کرام کے صدقے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا یوسف عطاری مدنی اور مجھ حقیر اور ان طلبائے کرام کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی کامل اور حقیقی محبت عطا فرما کر ساری زندگی علمِ دین کی مخلصانہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما. آمین

ابو آصف مفتی محمد راحب کاشف مدنی نعیمی

(مدرس جامعہ المدینہ فیضانِ بخاری ورئیس دار الافتاء ہاشمیہ، آگرہ تاج لیاری)

تعارفِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: عالیان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

دُرُود شریف کی فضیلت:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: "نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو مٹاتا ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب:

حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ بن کعب ہے۔ مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نسب سے جاملتا ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسمِ گرامی کے متعلق اختلاف:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسمِ گرامی کے بارے میں تین قول ہیں:

1) پیدائش کے وقت آپ کے والدین نے عبد الکعبہ نام رکھا۔

2) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبد اللہ رکھا۔

3) آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق ہے حالانکہ عتیق آپ کا لقب تھا اور یہی نام کے لیے استعمال ہوا۔

آپ کے والدین:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ ہے، جبکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ کا نام سلمی بنت صخر اور ان کی کنیت ام الخیر ہے۔

آپ کی کنیت:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت ابو بکر ہے، واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کی اتنی شہرت ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں کہ آپ کا نام عبد اللہ ہے۔

- عربی زبان میں "البشر" جوان اونٹ کو کہتے ہیں، اس کی جمع ابکر اور بکار ہے، جس کے پاس اونٹوں کی کثرت ہوتی یا جس کا قبیلہ بہت بڑا ہوتا یا جو اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات میں بہت ماہر ہوتا عرب لوگ اسے ابو بکر کہتے تھے، چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قبیلہ بھی بہت بڑا تھا اور بہت مالدار بھی تھے نیز اونٹوں کے تمام معاملات میں بھی آپ مہارت رکھتے تھے اس لیے آپ بھی ابو بکر کے نام سے مشہور ہو گئے۔
- عربی زبان میں ابو کا معنی ہے والا اور بکر کے معنی اولیت کے ہیں، تو ابو بکر کے معنی ہوئے اولیت والا چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام لانے، مال خرچ کرنے، جان لٹانے، ہجرت کرنے حضور کی وفات کے بعد وفات، قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ ہر معاملے میں اولیت رکھتے ہیں اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ابو بکر (یعنی اولیت والا) کہا گیا۔

آپ کے القابات:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو لقب زیادہ مشہور ہیں عتیق اور صدیق نیز عتیق وہ پہلا لقب ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اس لقب سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہی ملقب کیا گیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پہلے کسی کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا گیا۔

عتیق:

عتیق کا معنٰی ہے: "آزاد" ہے

- سرکارِ عالی مرتبت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "اَنْتَ عَتِیْقٌ مِّنَ النَّارِ یعنی تُو نارِ دوزخ سے آزاد ہے." اِس لئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ لَقَب ہوا۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- حضرت سیدنا لیث بن سعد، حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل، علامہ ابن معین اور دیگر کئی علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: کہ "اِنَّمَا سُمِّیَ عَتِیْقًا لِحُسْنِ وَجْھِہٖ یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چہرے کے حسن و جمال کے سبب عتیق کہا جاتا ہے۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- علامہ ابو نعیم فضل بن دکین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المُبِین فرماتے ہیں: "سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِاَنَّہٗ قَدِیْمٌ فِی الْخَیْرِ یعنی خیر و خوبی میں سب سے پہلے (مقدم) ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔ (تارِیخُ الخُلَفاء)
- بعض کہتے ہیں کہ عتاقہ نسب یعنی حسب و نسب کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا ہے۔
- بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام عتیق رکھا گیا اور بعد میں آپ کو عبد اللہ کہا جانے لگا۔
- حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا گیا کہ "حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟" تو آپ نے فرمایا: "آپ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا تو آپ کو لے کر بیت اللہ شریف گئیں اور گڑگڑا کر یوں دعا مانگی: اے میرے پروردگار! اگر میرا یہ فرزند موت سے آزاد ہے تو یہ مجھے عطا فرما دے تو اس کے بعد آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔
- **صدیق:**

پیشکش: طلبائے درجہ خامسہ (جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

- صِدِّیق کا معنیٰ ہے: ”بہت زیادہ سچا“
- آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ زمانۂ جاہلیت ہی میں اِس لقب سے مشہور ہو گئے تھے کیونکہ ہمیشہ سچ ہی بولتے تھے۔
- حضرت سیدنا ابو یحیٰی حکیم بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم کو اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتے ہوئے سُنا کہ ”اُنۡزِلَ اِسۡمُ اَبِیۡ بَکۡرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّیۡق یعنی سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا لقب صِدِّیۡق آسمان سے اُتارا گیا“۔
- حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے معراج کی رات ذی طویٰ کے مقام پر سیدنا جبریل امین عَلَیۡہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: ”یَا جِبۡرِیۡلُ! اِنَّ قَوۡمِیۡ یَتَّہِمُوۡنِیۡ وَلَا یُصَدِّقُوۡنِیۡ یعنی اے جبریل! میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی اور وہ میری تصدیق نہیں کرے گی.“ سیدنا جبریل امین عَلَیۡہِ السَّلَام نے عرض کی: ”اِنِ اتَّہَمَکَ قَوۡمُکَ فَاِنَّ اَبَا بَکۡرٍ یُصَدِّقُکَ وَھُوَ الصِّدِّیۡق یعنی اگر آپ کی قوم آپ پر تہمت لگائے گی تو کیا ہوا ابو بکر تو آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ تو صدیق ہیں.“
- اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: ”ھَلۡ لَکَ اِلٰی صَاحِبِکَ یَزۡعُمُ اَسۡرٰی بِہِ اللَّیۡلَۃَ اِلٰی بَیۡتِ الۡمَقۡدَس؟ یعنی کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی کی سیر کی؟“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا: ”اَوَ قَالَ ذٰلِکَ؟ کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا: ”لَئِنۡ کَانَ قَالَ ذٰلِکَ لَقَدۡ صَدَقَ یعنی اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں.“ انہوں نے کہا: اَوَ تُصَدِّقُہُ اَنَّہُ ذَھَبَ اللَّیۡلَۃَ اِلٰی بَیۡتِ الۡمَقۡدَس وَ جَاءَ قَبۡلَ اَنۡ یُصۡبِحَ یعنی کیا آپ اس حیران کن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے، اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگئے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا: نَعَمۡ! اِنِّیۡ لَاُصَدِّقُہُ فِیۡمَا ھُوَ اَبۡعَدُ مِنۡ ذٰلِکَ اُصَدِّقُہُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِیۡ غَدۡوَۃٍ اَوۡ رَوۡحَۃ جی ہاں! میں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں. اور یقیناً وہ تو اس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے. پس اس واقعے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ صدیق مشہور ہو گئے.

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دوستی

از: عاقب عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

دوست! وہ اختیار کرنا چاہئے جو ہماری ہر قدم پر رہنمائی کر سکے اگر ہم گناہوں میں ملوث ہوں تو ہمیں وہاں سے نکال کر عبادات وطاعات کی راہ کی طرف گامزن کر سکے اگر ہم یادِ خدا سے غافل ہو تو وہ ہم سے غفلت کی چادر کو دور کر دے مفہومِ حدیث ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو.

اب ہم ان کی دوستی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن کی دوستی قبلِ اسلام بھی تھی اور بعدِ اسلام بھی چنانچہ:

اسلام سے پہلے بھی دوست:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظہورِ اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دوستی کے وقت آپ کی عمر 16 یا 18 سال تھی اور جب اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر مبارک 38 سال تھی دوستی کے وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمر کم و بیش بیس سال تھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دو یا ڈھائی سال عمر میں بڑے تھے.

صدیق اکبر کے گھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مابین ایسی گہری دوستی تھی کے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر روزانہ تشریف لاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس کی صبح و شام رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں.

غیبی آواز کی پکار:

حضرت سیدنا ابو میسرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظہور اسلام سے قبل بعض اوقات باہر نکلتے تو کوئی غیبی شخص پیچھے سے آپ کا نام لے کر یوں آواز دیتا "یا محمد" آپ جب پیچھے دیکھتے تو کوئی نہ ہوتا بڑے حیران ہوتے اور دوبارہ گھر تشریف لے جاتے.

سیدنا ورقہ بن نوفل کے یہاں تشریف آوری:

حضرت سیدنا ابو میسرہ عمر بن شرحبیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت خدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا جب میں تنہا ہوتا ہوں تو مجھے ایک عجیب آواز سنائی دیتی ہے اللہ پاک کی قسم ضرور کوئی معاملہ ہے، حضرت سیدہ خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے

عرض کیا خدا کی پناہ آپ کے ساتھ ایسا کیوں ہو گا آپ تو امانتدار صلہ رحمی کرنے والے اور نہایت ہی سچے انسان ہیں بعد میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غیر موجودگی میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے تو حضرت سیدہ خدیجہ نے آپ کو سارا ماجرا سنایا کیونکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یہی گہرے دوست تھے اور کہا اے عتیق ایسا کرو انہیں ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لے جاؤ اتنے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی تشریف لے آئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس چل دیئے رآستے میں گفتگو ہوئی تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا ابو بکر تمہیں میرے بارے میں یہ باتیں کس نے بتائیں عرض کیا خدیجہ نے، دونوں ورقہ بن نوفل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا اب اگر آپ کو آواز آئے تو آپ وہیں ٹھہرے رہیں اور مکمل بات سنیں پھر مجھے آکر بتائیں چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ویسا ہی کیا اور جب دوبارہ ان کے پاس آئے تو انہیں وہ ساری غیبی بات بیان کر دی، انہوں نے سب کچھ سننے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نبی مرسل ہونے کی خوشخبری دی.

دوستی کی ایک وجہ:

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی باہم دوستی کی کئی وجوہات ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکے کے اس محلے میں رہتے تھے جس میں شہر کے کئی تاجر رہائش پذیر تھے اور ان کا کاروبار مکہ سے یمن اور شام تک پھیلا ہوا تھا سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے شادی کرنے کے بعد ان کے ساتھ ہی تشریف لے آئے تھے ایک ہی محلے میں رہنے کی وجہ سے دونوں کا آپس میں ملاقات کا سلسلہ طویل ہو گیا اور پھر دونوں کے درمیان اچھے خاصے مراسم پیدا ہو گئے اور یہ مراسم آہستہ آہستہ گہری دوستی میں طویل ہو گئے.

”رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اچھے دوست اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین“

اوصافِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: محمد اسماعیل عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عقل مندی جہاں انسان کی روشن ضمیری کا باعث بنتی ہے وہاں بعض دفعہ انسان کو غلط راہوں پر بھی گامزن کر دیتی ہے لیکن صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اللہ پاک کا یہ خاص فضل وکرم اور احسان تھا کہ وہ اپنے اِرد گرد پھیلی ہوئی گمراہیوں، غلط رسم ورواج، اخلاقی ومعاشرتی برائیوں اور اپنی قوم کے ناروا سلوک سے ہمیشہ دامن کُشاں رہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اخلاقِ رذیلہ سے پاک وصاف ہونے کے ساتھ ساتھ اوصافِ حمیدہ سے بھی متصف تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام خصائل کے جامع بھی تھے، چنانچہ:

تین سو ساٹھ خصائل:

حضرت سلیمان بن یسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں اور اللہ پاک جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے اور اسی کے سبب اسے جنت میں بھی داخل فرما دیتا ہے. صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی خصلت موجود ہے؟ ارشاد فرمایا اے ابو بکر تمہارے اندر تو ساری خصلتیں موجود ہیں. (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۰۳)

صدیق اکبر کی خودداری:

حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل گر پڑتی تو اسے اٹھانے کے لیے آپ اپنا ہاتھ اونٹنی پر مارتے اور اسے بٹھا دیتے. آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے رُفقاء عرض کرتے کہ حضور آپ نے ہمیں حکم دیا ہوتا ہم یہ اٹھا کر پیشِ خدمت کر دیتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے: "اِنَّ حَبِیْبِی رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَسْأَلَ النَّاسَ شَیْئًا یعنی میرے حبیب نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے سوال نہ کروں". (مسند امام احمد، مسند ابی بکر الصدیق الحدیث ۶۵، ج ۱، ص ۳۴)

صدیق اکبر کی غیرت اور آپ کے بیٹے:

غزوۂ بدر میں آپ کے بیٹے سیدنا عبد الرحمن بن ابو بکر اسلام قبول کرنے سے قبل مشرکین کے ساتھ اسلام کے خلاف برسرِپیکار تھے جب وہ اسلام لے آئے تو ایک روز صدیقِ اکبر سے یوں ہم کلام ہوئے: ابّا جان میدانِ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے قطع نظر کیا اور آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا. یہ سن کر حضرت صدیق اکبر نے غیرتِ ایمانی سے بھرپور جواب دیا کہ: "تو میرا ہدف بنتا تو میں تجھ سے اعراض نہ کرتا یعنی اے بیٹے! تو نے مجھے اس لئے چھوڑ دیا کہ میں تمہارا باپ ہوں، لیکن اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں کبھی نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو بلکہ اس وقت تمہیں دشمنِ رسول سمجھ کر تمہاری گردن اڑا دیتا." (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۳، ص ۱۳۸)

صدیق اکبر کا خوفِ خدا:

اپنی ساری زندگی دین کی خدمت کرنے اور اطاعتِ خداوندی میں گزارنے کے باوجود ہمیشہ خوفِ خدا سے لرزتے رہتے، آپکو انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل ہونے کا شرف عطا ہوا لیکن پھر بھی اللہ پاک کی خفیہ تدبیر اور اُخروی معاملات سے خوف زدہ رہتے اور فرماتے: میری چاہت یہ ہے کہ میں کسی (نیک) مومن کا کوئی بال ہوتا.(ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2023)

صدیقِ اکبر کی بہادری:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسلام کی سربلندی کیلئے ہر طرح کے حالات میں ثابت قدم رہے، ہمیشہ جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے محبوبِ خدا پر اپنی جان نچھاور کی، اسلام کے چوتھے خلیفہ مولا علی مشکل کشا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوۂ بدر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کفار کے حملوں سے حضور علیہ الصلاۃ السلام کی حفاظت کیلئے ہم نے جو سائبان بنایا تھا اس پر پہرا دینے کیلئے ہم میں سے صرف صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی ننگی تلوار لئے آگے بڑھے اس لئے سب سے زیادہ بہادر صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں.[المرجع السابق]

صدیقِ اکبر کی قناعت:

ایک کامیاب تاجر ہونے اور مال و دولت کی فراوانی ہونے کے باوجود نہایت قناعت پسند تھے اپنے نفس کو قابو کرنے کیلئے دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں سے کنارہ کشی کرتے خود فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت (مٹھاس) نصیب ہو.(ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2023)

صدیقِ اکبر محافظِ عقیدۂ ختمِ نبوت:

عقیدۂ ختمِ نبوت دین کی ضروریات میں شامل ہے، لہذا اس پر ڈٹے رہنا اور اس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے. حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنے والے سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف ملا. خلیفہ بننے کے بعد آپ نے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے سے بھی پہلے ترجیحی بنیاد پر نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے خبیث مُسَیْلَمہ کذّاب اور اس کے دیگر مرتد ساتھیوں کو کُچلا اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو درس دیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنا ان کی اوّلین ترجیح ہونی چاہیے.(الکامل فی التاریخ 2/ 218)

ہجرتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: افنان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے جس قدر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فیض حاصل کیا وہ کسی اور صحابی کو نصیب نہ ہوا کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ سفر و حضر میں دیگر تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُم کے مقابلے میں زیادہ وقت گزارا اور خصوصاً سفر ہجرت کے قرب و صحبت کی تو کوئی برابری کر ہی نہیں سکتا کہ ایامِ ہجرت میں بلا شرکتِ غیر قرب و فیضانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تنِ تنہا فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی لئے عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ جیسی ہستی نے تمنا کی تھی کہ کاش! میرے سارے اعمال ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے۔ ان کی رات تو وہ جس میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ غارِ ثور تک پہنچے، آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے غار میں جا کر سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا، دو سوراخ باقی رہ گئے تو وہاں اپنے پاؤں رکھ دیئے، وہاں سے سانپ نے ڈس لیا تب بھی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آرام کی خاطر پاؤں نہ ہٹایا اور (کاش کہ میرے اعمال کے مقابلے میں مجھے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کا ایک دن مل جائے) ان کا وہ دن جب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد عرب کے چند قبیلے مرتد ہو گئے اور کئی قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو اُن نازک و کمزور حالات میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے دینِ اسلام کو غالب کر کے دکھایا۔ (یہ فرمانِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کا معنوی خلاصہ ہے)۔ (ماہنامہ فیضانِ مدینہ، مارچ 2018 بحوالہ تفسیر خازن، 2/244)

صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ عنہ اور ہجرتِ حبشہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے 5 بعثتِ نبوی بمطابق 614ء ہجرتِ حبشہ کا ارادہ فرمایا اور گھر سے ہجرت کے لیے نکل پڑے۔ اگرچہ ہجرت مکمل نہ کی لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کی ہجرت حبشہ کا واقعہ بھی نہایت ہی دلچسپ ہے چنانچہ:

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دینِ اسلام سے مشرف پایا، اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس دن اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صبح و شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں، جب مسلمانوں کو حد سے زیادہ ستایا جانے لگا تو میرے والد سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ بارادہ ہجرت گھر سے نکلے، جب مقام بڑی الْغِمَاد کے قریب پہنچے تو مکے کے مشہور شخص ابن دَغِنَہ سے ملاقات ہو گئی جو اپنے قبیلے کا سردار بھی تھا، اس نے پوچھا: " اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے فرمایا: " مجھے میری قوم نے مکہ مکرمہ سے نکال دیا ہے، اس لیے میں نے سوچا ہے کہیں اور چلا جاؤں اور وہاں جا کے سکون سے اپنے رب کی عبادت کروں، ابنِ دَغِنَہ چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کی عظمت و شرافت سے اچھی طرح واقف تھا، فوراً سمجھ گیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے ساتھ کفارِ مکہ نے زیادتی کی ہے لہٰذا اس نے فرطِ محبت سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "اے ابو بکر! تم کہیں نہیں جاؤ گے، تمہارے جیسا آدمی نہ تو کسی کو گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے گھر سے نکالا جا سکتا ہے کیونکہ تم فقراء کی مدد، رشتہ داروں سے حسنِ سلوک،

بے کسوں کی کفالت، مہمانوں کی میزبانی اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی بہت مدد کرتے ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہیں اپنی امان میں رکھوں گا. وآپس چلو اور اپنے ہی علاقے میں اپنے رب کی عبادت کرو. چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابْنِ دَغِنَہ کی درخواست پر اس کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ واپس آگئے، جب شام ہوئی تو ابنِ دَغِنَہ قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے پاس گیا اور ان کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا: ” بڑے افسوس کی بات ہے! ابو بکر جیسے شریف شخص کو تم نے شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ایسے عظیم لوگوں سے شہروں کو بسایا جاتا ہے نہ کہ انہیں شہر بدر کیا جاتا ہے. یاد رکھو! میرے ہوتے ہوئے ایسا شخص نہ تو خود شہر چھوڑ کر جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی میں ہمت ہے کہ اسے شہر سے باہر نکلنے پر مجبور کرے، ارے کم بختو سوچو تم ایک ایسے عظیم شخص کو شہر سے نکالنا چاہتے ہو جو فقیروں کی مدد، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور مصائب و آلام میں لوگوں کی مدد کرتا ہے، ابن دغنہ کی اس سرزنش پر قریش کے سرداروں میں سے کسی کو انکار کی جرات نہ ہوئی البتہ انہوں نے یہ کہنے کی جسارت ضرور کی کہ اے ابنِ دَغِنَہ! ٹھیک ہے ہم تمہارے کہنے پر ابو بکر کو شہر بدر ہونے پر مجبور نہیں کریں گے لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے وہ یہ کہ تم ابو بکر سے کہہ دو وا اپنے رب کی عبادت، نماز وغیرہ جو کچھ بھی کرنا ہے صرف اپنے گھر میں ہی کرے اور ہاں! اسے جو کرنا ہے آہستہ آواز میں کرے تا کہ ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اس کی عبادت وغیرہ کو دیکھ کر کہیں ہمارے بیوی بچے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں. ابنِ دَغِنَہ نے ان کی یہ شرط قبول کرلی اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی اس معاہدے سے آگاہ کر دیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چند دنوں تک ویسا ہی کیا لیکن اس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی غیرت ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ چھپ کر عبادت و ریاضت کروں لہذا آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی اور اس میں نماز کی ادائیگی و قرآن پاک کی تلاوت وغیرہ شروع کر دی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ کے بعد قریش نے حبشہ کے بادشاہ سیدنا نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دربار میں ان اہل ایمان کو واپس لانے کے لیے سفارتی رابطہ کیا، دونوں طرف سے رابطے میں حضرت سیدنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شامل تھے، اللہ عزوجل نے ان پر خصوصی کرم فرمایا اور انہوں نے نجاشی بادشاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، اور دو عالم کے مالک و مختار سرکار ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر درجہ صحابیت پر فائز ہوئے. اس طرح یہ تاریخ اسلام کا ایک منفرد اور عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ صحابی حضرت سیدنا عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تابعی یعنی حضرت سیدنا نجاشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا. (فیضانِ صدیقِ اکبر، ص 197 بحوالہ شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ ج، ص ۵۰۲ ملخصا)

حبشہ کی ان دونوں ہجرتوں کے بعد اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ارشاد فرمایا تو جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی سرکار ﷺ کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے.

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ہجرتِ مدینہ:

امام حاکم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ بیعت عقبہ کے تین مہینے بعد یا اس کے قریب قریب نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہجرت فرمائی، اور امام ابن اسحاق رحمہ اللّٰہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یکم ربیع الاول (622ء) جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ سے نکل کر غار ثور میں تشریف لے گئے. غار ثور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ تین راتیں یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی راتیں قیام فرمایا وہ، وہاں سے پیر کی رات 5 ربیع الاول کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے. (المواھب اللدنیۃ المقصد الاول ھجرتہ، ج ۱، ص ۱۴۵، سیرت سید الانبیاء، ص ۲۳۱)

نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے چونکہ مسلمانوں کو ہجرت کا حکم مل چکا تھا اس لیے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی مدینہ طیبہ ہجرت کا ارادہ کیا اللّٰہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: "ابھی ٹھہر جاؤ! کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرط مسرت سے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ فرمایا: ہاں تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہجرت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے آپ رضی اللہ تعالی رک گئے، اور جو دو اونٹنیاں آپ کے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلا کر فربہ کرتے رہے تا کہ وہ سفر ہجرت میں کام آئیں. (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبي واصحابہ إلی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۳)

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حضرت سیدنا ابو بکر صدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ہجرت فرمائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ رآستہ اختیار نہ فرمایا جسے عموما لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ اس راستے میں آبادی بہت زیادہ تھی اور کفار مکہ نے آپ دونوں کو پکڑنے یا مخبری کرنے والے کے لیے سو اونٹ بطور انعام دینے کا اعلان بھی کر دیا تھا، اس لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے وہ رآستہ اختیار فرمایا جس میں آبادی بہت کم تھی.

مذکورہ بالا ہجرتوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین کے رآستے میں تکالیف اور ایذائیں پہنچتی ہے ہمیں اُن حالات سے نمٹ کر اور مزید آگے بڑھ کر دین کا کام کرنا چاہیئے نہ کہ اُن تکالیف اور ایذاء وجہ سے دین کے کام کو روک دینا چاہیئے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفار کی طرف سے بہت تکالیف پہنچی لیکن آپ نے صبر کیا اور دین کی راہ میں مزید کوشاں رہے اسی طرح ہمیں بھی دین کے کاموں میں کبھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے بلکہ ہر قدم آگے بڑھنا چاہیئے.

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں دین کی راہ میں آنے والی تکالیف پر صبر عطا فرمائے اور صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فیضان نصیب فرمائے.

آمین بجاہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

غزواتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: احمد رضا عبد الستار خان (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

خلیفہِ بلافصل خلیفہِ رسول امام المسلمین افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا و مولانا و ملجاءنا و ماوانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رقیق القلب انتہائی نرم دل انسان تھے اگر معاملہ اپنی ذات کا ہو تو درگزر سے کام لیتے معاف فرمادیا کرتے لیکن اگر بات مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہو، اگر بات عظمتِ اسلام کی ہو، اگر بات شریعتِ مطہرہ کی ہو، اگر بات کسی مسلمان کی ہو تو آپ رضی اللہ عنہ کی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور یقینی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے انتہائی جرات و بہادری کے ساتھ باطل کے سامنے اڑ جاتے اور ڈٹ کر مقابلہ فرماتے۔

ویسے تو آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کثیر ہیں کہ اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں سے ایک ایک وصف پر ایک ایک خوبی پر بات کرنے لگیں تو یقین جانیں ہزاروں صفحات بھی کم پڑ جائیں گے مثال کے طور پر اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر بات کریں، اگر ہم اسلام لانے کے فورا بعد ترویج و اشاعتِ اسلام کے لیے جِدو جہد کرنے پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ مدینہ پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عشقِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر بات کریں، اگر ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیت پر بات کریں، الغرض جس وصف کو بھی ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے موضوعِ سُخن بنائیں تو کئی کئی صفحات پر باآسانی گفتگو ہو سکتی ہے۔

بہر حال آج ہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی غزوات میں شرکت اور اُن غزوات میں آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جوان مردی کے متعلق کچھ گفتگو کریں گے:

معزز قارئینِ کرام ویسے تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے تقریبا تمام غزوات میں ہی شرکت فرمائی ہے آپ رضی اللہ عنہ کی جنگی امور میں مہارت، آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری، آپ رضی اللہ عنہ کی دلیری اور ہمت بے مثال تھی اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا جنگی پہلو بھی نہایت عمدہ اور اعلیٰ و بے مثال ہے۔ ہم یہاں سب سے پہلے غزوہِ بدر کی بات کریں گے کیونکہ یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے لڑی گئی ہے۔

غزوہِ بدر اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے تو یہاں مسلمانوں کو اسلام کی دعوت اور اسلام کی ترویج و اشاعت کا بے خوف و خطر کُھل کر موقع مِلا اور یہ بات کفارِ ناہنجار سے کیونکر برداشت ہو سکتی تھی اسی وجہ سے کفار ایک ہزار کا لشکر لیکر مسلمانوں کو تا قیامت کے لئے صفحہِ ہستی

سے مٹانے کے ناپاک ارادے سے نکلے اور بدر میں پڑاؤ ڈالا اِدھر سے حضور جانِ دوعالَم ﷺ اپنے جانثاروں کی تین سو تیرا کی تعداد لیکر کفارِ قریش کے مقابلے میں بدر کے مقام پر اُترے،

اس وقت جنگوں کا دستور یہ تھا کہ ابتداء میں دونوں لشکر اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے اور دوسرے لشکر پر اپنی دھاک بٹھانے کے لیے ماہر شہسواروں کو ایک ایک کر کے مقابلے میں بھیجتے تھے،

لہٰذا کفار کی طرف سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن (جو کے اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور کفار کی طرف سے آئے تھے) نے مسلمانوں کو للکارا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کریگا؟

اپنے غیر مسلم بیٹے کو دیکھ کر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آگئی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے مقابلے پر جانے کے لیے کھڑے ہوگئے لیکن سرکار ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ سالت ﷺ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت عطا فرمائیں تو نبیِ کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر ابھی تو ہمیں تمہاری ذات سے بہت فائدے اُٹھانے ہیں تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے.(الریاض النضرۃ جلد 1 صفحہ 158)، (فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 253)

سبحان اللہ! واقعی اللہ کے حبیب ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے جو الفاظ نکلے تاریخ گواہ ہے کہ ویسا ہی ہوا جو زبانِ رسالت ﷺ سے نکلا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں شجرِ اسلام پھلتا پھولتا گیا۔

مذکورہ روایت سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بہادری دلیری اور ہمت و شجاعت کا پتہ چلتا ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو عملی طور پر واضح طور پر بتادیا کے شریعت کے احکامات سے ٹکرانے والا چاہے اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اُسے کیفرِ کردار تک پہنچانے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں کرنی چاہیئے.

غزوہِ اُحد اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

غزوہِ بدر میں کفار کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اس شکست کے بعد کفارِ مکہ اور زیادہ غضب ناک ہوگئے اور ایک بار پھر غزوہِ بدر کا بدلہ لینے کی غرض سے ایک بہت بڑا افرادی قوت کا لشکر لیکر کفار اُحد کے میدان میں اُترے اور اِدھر سے نبیِ کریم ﷺ اپنے جانثاروں کو لیکر روانہ ہوئے، اس جنگ میں رسولِ کریم ﷺ کی حفاظت کے لیے ایک جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہی اس جماعت میں سیدنا ابو بکر، وعلی، وعباس، وطلحہ، وسعد رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے.(تفسیر خزائن العرفان، سورۃ آل عمران آیت نمبر 121 بتصرف)، (فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 258)

محترم قارئینِ کرام دیکھا آپ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی جانثاری کہ جس وقت سرکارِ دوعالم ﷺ کفارِ مکہ کا حدف (یعنی نشانہ) تھے اُس وقت جس جماعت کو سرکار ﷺ کی حفاظت کے لیے مقرر کیا گیا اُن میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اس کام کے لیے پیش پیش تھے. اور صرف یہی نہیں کے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جانی اعتبار سے غزوات میں پیش پیش رہتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ مالی اعتبار سے بھی بے مثال ولاجواب طریقے سے جہاد میں حصہ لیتے اور تمام صحابہ پر سبقت لے جاتے تھے چناچہ:

غزوۂ تبوک اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ:

ماہِ رجب ۹ ہجری کو دوجہاں کے تاجور ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے یہ آخری مہم تھی جس میں نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی تھی، تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو ملکِ شام کی جانب ہے، مدینہ منورہ سے چودہ دن کا سفر ہے، نبیِ کریم ﷺ جمعرات کو اس مہم پر مدینے سے روانہ ہوئے چناچہ اللہ کے حبیب ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے صدقہ کرو اس فرمانِ عالیشان کی تعمیل میں تمام صحابہ نے حسبِ توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کیا،

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار مجاہدین کا ساز وسامان تصدق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کیے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز وسامان فرمانِ رسول ﷺ پر لبیک کہتے ہوئے پیش کر دیے،

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھر گیا میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا کے آج میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے اپنے گھر کا سارا سامان اکٹھا کیا اور اس کے دو حصے بنائی ے ایک حصہ گھر والوں کے لیے چھوڑا اور دوسرا حصہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا سرکار ﷺ نے استفسار فرمایا کے عمر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں،

اتنے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنا مال لیکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بلکل سادی سی قبا پہنی ہوئی تھی جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے تھے سرکار ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور استفسار فرمایا اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو،

بس یہ پوچھنا تھا کہ عاشق صادق کا دل عشق و محبت کی مہک سے جھوم اُٹھا فوراہی سمجھ گ ئ ے کے محبوب کی چاہت کچھ اور ہی ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے عاشق میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں آج دنیا کو بتادے عشق کسے کہتے ہیں بس آپ رضی اللہ عنہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے گھر کا سارا مال لیکر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی کافی ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا.

صحابہ کرام نے دیکھا کہ اتنے میں خالقِ کائنات کے قاصدِ خصوصی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ویسا ہی لباس زیبِ تَن کیے ہوئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے جو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے پہنا ہوا تھا سرکار ﷺ نے استفسار فرمایا اے جبرائیل یہ کیا پہنا ہوا ہے اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آج تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آج ایسا ہی لباس پہنیں جیسا آپ ﷺ کے عاشقِ صادق نے پہنا ہوا ہے اور ساتھ ہی اللہ نے اِنہیں سلام بھیجا ہے اور استفسار فرمایا ہے کہ یہ اپنے رب سے اِس حال میں راضی ہیں یا ناراض؟

یہ پیغام سنتے ہی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ وجد میں آگئے اور اُن پر رِقت طاری ہو گئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بھلا اپنے رب سے کیسے ناخوش ہو سکتا ہوں پھر تین بار فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں.(سنن الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر و عمر حدیث 3695،ج5، صفحہ 380)،(فیضانِ صدیقِ اکبر صفحہ 269)

محترم قارئین دیکھا آپ نے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کس طرح جوش و خروش کے ساتھ دینِ متین اور بلخصوص جہادی معاملات میں کس انداز سے جانی اور مالی دونوں طرح سے حصہ لیا کرتے تھے

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کے ہم عاشقانِ صدیقِ اکبر تبلیغ دین اور ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے ہر وقت ہر طرح سے تیار رہیں چاہے یہ قربانی جان کی ہو، عزت کی ہو، دولت کی ہو، یا شہرت کی الغرض کسی بھی طرح کی ہو ہمیں تیار رہنا چاہیے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صدیقِ اکبر کے عشقِ رسول ﷺ کا ایک قطرہ عطا فرمائے اور ہمیں حقیقی عاشقِ خیر الوریٰ. بنائے۔

آمین بجاہِ خاتم النبیین ﷺ

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے منقول تفسیری روایات اور احادیث

از: دانش عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا و مولانا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ عظیم الشان صحابی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ گزارا، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک ارشادات و فرامین، سنن و آداب، سیرت و شمائل کا کوئی بھی پہلو ایسا نہ ہوگا جو آپ رضی اللہ عنہ سے مخفی رہا ہو، اس کے باوجود جب ہم کتبِ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد انتہائی کم پاتے ہیں. اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ خلافت کے معاملات و ذمہ داریاں، فتنوں کا سدِ باب کرنا آپ کی اولین ترجیحات میں شامل تھا. نیز ایک سبب یہ بھی ہے کہ حفظ حدیث، تحصیل حدیث اور اشاعت حدیث میں تابعین کے کمال ذوق و شوق سے قبل ہی آپ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے.

تاہم قلت روایات کا بنیادی سبب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال درجے کا تقوی اور خوفِ خدا تھا چنانچہ ابو عبید قاسم بن سلام علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک کی اس آیت: وَ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا (العبس: 31) (کی تفسیر) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ نے ارشاد فرمایا، کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی، اگر میں کتاب اللہ میں وہ بات کہوں جو میں نہیں جانتا. (فضائل قرآن لأبی عبید صفحہ 370)

معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ تفسیر قرآن کے معاملے میں بڑے محتاط تھے تاہم آپ رضی اللہ عنہ سے چند آیات کے متعلق تفسیر بھی منقول ہے، دو روایات ملاحظہ ہوں:

- امام بیہقی و دیگر نے روایت کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے "کلالۃ" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا معنی بیان کرتا ہوں اگر درست ہوا تو اللہ تعالی کی طرف سے ہو گا اور اگر اس میں خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے پھر ارشاد فرمایا: "کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی اولاد اور باپ نہ ہو. (سنن دارمی، ج4ص1944 حدیث 3015)
- آیت مبارکہ: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ (یونس: 26) کی تفسیر آپ رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی: اللہ تعالٰی کے جمال جہاں آراء کی زیارت کرنا. (تاریخ الخلفاء، ص74)

احادیث کی بات کی جائے تو آپ رضی اللہ عنہ سے (کم و بیش) 142 احادیث منقول ہیں، جن میں سے چند روایات پیش خدمت ہیں:

- حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس سے فریب کیا وہ لعنتی ہے. {ترمذی، ج 1948 ج3ص373}
- رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مسواک منہ کو پاک و صاف کرنے والی اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے." {مسند احمد 622، ج3ص32 }

- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا یا میرا حکم نہ مانا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے." {المعجم الاوسط، ح: 2838، ج:2، ص149}
- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اے لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کو دور کر دیتا ہے." (مسند احمد، ج، 16، ج 1، ص20)
- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو میری طرف سے کوئی علم کی بات یا حدیث لکھے، جب تک وہ علم یا حدیث باقی رہے گی اس وقت تک اجر لکھا جاتا رہے گا." (کنز العمال ج28947 ج5 ص:79)

اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو آمین

خلیفۂ اول کی اوّلیات اور یارِ خاص کی خصوصیات

از: محمد حمزہ ترابی (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

فی زمانہ ہر طرف ایمان کے لُٹیرے اور دین کے دشمن گھوم رہے ہیں ایسے میں اپنا ایمان بچانا بہت مشکل ہے چاروں طرف صحابۂ کرام کے گستاخ گھوم رہے ہیں کبھی کوئی تاجدارِ صداقت، شہنشاہِ ولایت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پر حملہ کرتا ہے تو کبھی کوئی کاتبِ وحی، جلیل القدر صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے خلاف نازیبا کلمات بکتا ہے، ایسے حالات میں اپنا ایمان بچانا بہت مشکل ہے. ہمیں چاہیے کہ عقیدۂ اہلسنت پر کاربند رہیں اور اپنے مسلک کا دفاع کرنے کی پوری کوشش کریں.

اب اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ جو سیدنا صدیق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظیم خصوصیات اور اولیات کے بارے میں ہے، صدیق اکبر کی خصوصیات پہ اگر کلام کیا جائے تو کلام طول پکڑ لے گا کیونکہ آپ باکمال شخصیت کے مالک اور بے شمار خصائل کے جامع ہیں لیکن یہاں ہم مختصر اولیات اور خصوصیات کا ذکر کریں گے.

خصوصیاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

خصوصیات سے مراد وہ صفات وخوبیاں ہوتی ہیں جو کسی شخص کی ذات میں اس طرح پائی جائیں کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے میں نہ پائی جائیں. اب ذیل میں کچھ خصوصیات ذکر کی جائیں گی:

پہلی خصوصیت، نام صدیق:

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ کے رب نے صرف آپ ہی کا نام صدیق رکھا ہے آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا.

دوسری خصوصیت، رفیقِ ہجرت:

آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ جب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ ہی سرکار عالی وقار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے رفیقِ ہجرت تھے.

تیسری خصوصیت، یارِ غار:

اسی ہجرت کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ صرف آپ ہی تاجدارِ رسالت کے یارِ غار ہیں.

چوتھی خصوصیت، مؤمنین کی موجودگی میں امامت:

حضور ﷺ نے آپ ہی کو مومنین کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا آپ کے علاوہ کسی صحابی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی.

پانچویں خصوصیت، وزیر خاص:

آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اس طرح وزیر خاص ہیں کہ آپ ﷺ تمام امور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے اور حضور انور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ پر کسی کو فوقیت اور فضیلت نہیں دیتے تھے.

چھٹی خصوصیت، آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف:

حضور جانِ کائنات ﷺ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جتنی آپکی مدح و توصیف بیان فرمائی کسی اور صحابی کی نہیں بیان فرمائی.

اولیاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

اولیات سے مراد ایسے امور ہیں جو کسی کی ذات سے سب سے پہلے صادر ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کافی اولیات صادر ہوئی ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جائے گا:

سب سے پہلے دوست:

آپ رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل بھی حضور ﷺ کے دوست تھے اور قبول اسلام کے بعد سب سے پہلا دوست ہونے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے.

سب سے پہلے مصدق:

سب سے پہلے جس شخص نے حضور رحمتِ عالم ﷺ کے معراج کی تصدیق کی یعنی آپ کو سچا ہی سمجھا وہ آپ رضی اللہ عنہ ہیں.

سب سے پہلے مسلمان:

سب سے پہلے بالغ مردوں میں اسلام قبول کرنے والے آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں.

سب سے پہلے جامع القرآن:

قرآن پاک کو سب سے پہلے جمع کرنے کا اعزاز بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہے.

سب سے پہلے خلیفہ:

اسلام کے سب سے پہلے خلیفۂ راشد بنائے جانے کا اعزاز بھی آپ رضی کو ہی حاصل ہے.

سب سے پہلے محافظ:

ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ کو مشرکین مکہ کی طرف سے بہت تکالیف دی گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے شر سے حضور سرورِ کائنات ﷺ کو بچایا یوں آپ حضور ﷺ کے پہلے محافظ ہوئے.

سب سے پہلے امیر الحج:

نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الحج بنے.

- ان خصوصیات کے ساتھ صدیق اکبر کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ تمام صحابۂ کرام سے افضل ہیں اور یہی عقیدہ چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا رہا.

اللہ کریم ہمیشہ اسی عقیدہ پر قائم و دائم رکھے. آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

افضلیتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: احمد رضا جمیل (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ کو اس دنیا میں بھیج کر جو رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا اسے سب سے پہلے پانے والے آپکے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں. اسی وجہ سے جماعت صحابہ اس امت میں سب سے افضل گروہ ہے.
- پھر ان میں بھی مختلف مراتب ہیں جسکی تفصیل حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھی کہ اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی، پھر دیگر عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل بدر، پھر باقی اہل احد، پھر باقی بیعت رضوان والے، اور پھر باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین.
- اہلسنت و جماعت کا پچھلے چودہ سو سال سے یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اَفضل البشر بعد الانبیاء ہیں، یہی عقیدہ حضور کے صحابہ کا ہے، یہی عقیدہ امام اعظم سمیت تمام ائمہ اربعہ کا ہے، یہی عقیدہ غوث اعظم اور دیگر اولیاء امت کا ہے.
- ہم اس عقیدہ کو اولا قرآن اور حدیث رسول سے ثابت کریں گے پھر اس امت کے اجلہ اکابرین علماء کے اقوال اسکی تائید میں ذکر کریں گے:

قرآن پاک سے افضلیتِ صدیق:

علماء کرام نے افضلیت کے ثبوت پر بہت سی آیات بیان فرمائی ہیں،

1) جس میں پارہ 27 سورۃ حدید کی آیت 10 بھی ہے، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا" ترجمہ: تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبہ میں بلند ہیں، اس آیت کریمہ کے تحت علماء نے بڑی ہی زبردست بحث لکھی ہے چنانچہ میدان تفسیر کے غازی امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابو بکر پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے قتال کیا جبکہ حضرت علی اسلام کے ابتدائی دنوں میں چھوٹے بچے تھے. (تفسیر کبیر ج10 ص452)۔ تفسیر بغوی اور بیضاوی میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور سب سے پہلے جہاد کیا. (بیضاوی ج2 ص468, بغوی ج4 ص295)۔ اپنی صدی کے مجدد اور دنیائے اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پیش خدمت ہے. فرماتے ہیں یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے خرچ کرنے والے بعد والوں سے بہتر ہیں، صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے بھی قتال کیا اور راہ خدا میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے بھی ہجرت سے پہلے قتال کیا بخلاف دوسرے صحابہ کے حضرت علی ہوں یا انکے علاوہ ہجرت سے پہلے قتال اور انفاق ثابت نہیں ہو پس اس آیت سے واضح ہو گیا کہ شیخین حضرت علی سے افضل ہیں. (ازالۃ الخفاج1 ص296)

2) سورۃ نساء آیت 69 میں فرمان باری تعالیٰ ہے:"وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا"ترجمہ: جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ انکے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا جو انبیاء اور صدیقین اور شہید اور صالحین ہیں وہ سب بہترین ساتھی ہیں. آیت مبارکہ کے الفاظ "وحسن اولئک رفیقا" کی تفسیر میں علماء نے یہ حدیث شریف نقل کی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر اور عمر سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انکی محبت کی وجہ سے جنت میں انکے ساتھ رہوں گا.(بخاری ح 3688) حضرت عکرمہ تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس آیت میں "النبیون" سے مراد محمد ﷺ ہیں، "الصدیقون" سے مراد ابو بکر ہیں، "الشھداء" سے مراد عثمان اور علی ہیں.(تفسیر بغوی ج1ص 559)

3) اسی طرح سورہ لیل آیت 17 پر ہے:"سَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی "ترجمہ: سب سے بڑا متقی جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا. علامہ عبد الواحد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی "اتقی" سے مراد ابو بکر صدیق ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے.(تفسیر بسیط ج24 ص88) علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "الاتقی" کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص ہے اور نحوی قاعدہ کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس میں شامل نہیں ہو سکتا.(الاتقان ج1ص 30) نیز فرماتے ہیں کہ "قد تواردت خلائق من المفسرین لایحصون علی انھا نزلت فی ابی بکر" یعنی خلائق مفسرین جن کی تعداد حد و حساب سے باہر ہے، اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی.(الحاوی للفتاویٰ ج1 ص314) امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں پورا رسالہ تصنیف فرمایا ہے جسکا نام "الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق " ہے، اس رسالے میں آپ نے اسی آیت سے افضلیت صدیق اکبر ثابت کی ہے. اور اسی آیت کریمہ کے تحت امام اھل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے عربی زبان میں سو صفحات پر مشتمل رسالہ "الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی "تحریر فرمایا ہے.

* قرآن مجید میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

- الاتقی (لیل:17)
- اعظم درجۃ (حدید:10)
- سابق (واقعہ:10)
- مقرب (واقعہ:11)
- صاحب الرسول (توبہ:40)
- ثانی اثنین (توبہ:40)
- تصدیق کرنے والا (زمر:33)
- صدیق کو رب راضی کرلے گا (اللیل:21)

احادیث کی روشنی میں افضلیت:

احادیث مبارکہ کی طرف نظر کریں تو صرف علامہ ھاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ نے 900 سے زائد حدیثوں سے افضلیت صدیق اکبر کو ثابت کیا ہے، یہاں پر چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں:

1) حضور آخر الزماں محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے۔ (ترمذی 3673)

2) ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے آگے چل رہے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس شخص سے آگے کیوں چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد جس سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوتا۔ (معجم الاوسط: 7306)

3) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔ (ابو داؤد: 4652)

4) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مرض وفات میں فرمایا: ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں تحریر لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ اور مومنین ابو بکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔ (مسلم: 6181)

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں واضح ترین دلالت موجود ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں۔ (تاریخ الخلفاء: 52)

علماء و صوفیاء کے اقوال:

1) حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں۔ (کشف المحجوب: 69)

2) امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ (احیاء العلوم: 119)

3) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خلفائے راشدین نے خلافت شمشیر کے زور پر حاصل نہ کی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی۔ (غنیۃ الطالبین: 158)

4) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے اسکا انکار وہی کر سکتا ہے جو جاہل یا متعصب ہو۔ (مکتوبات ج: 2: 36)

بحمد اللہ قرآن، حدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہونا ثابت ہو گیا پس اسکا انکار نہیں کر سکتا مگر وہی جس کے دل میں مرض اور بیماری ہو گی۔ "وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً"

اللہ کریم ہمیں عقائدِ اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور اسکی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کراماتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

از: کاشان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی، اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار چناہے اسلامی فوج قیصر روم کی ساری طاقت کے مقابلے میں صفر کے برابر تھی مگر جب فوج نے روم کے قلعے کا جائزہ لیا اور لا الہ الا اللہ محمد الرَّسُولُ اللہ کا نعرہ مارا تو آواز سے قیصر کے رومی قلعہ میں ایسا زلزلہ آیا کہ پورا قلعہ ٹوٹ پھوٹ گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے قلعہ فتح ہو گیا. کوئی شک نہیں اس واقعہ میں کہ یہ ابو بکر صدیق کی کرامت ہے کیونکہ ابو بکر صدیق نے اپنے دست اقدس سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ کیا تھا.

جیسا کہ آپ نے جانا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کس قدر مقام و مرتبہ ہے کہ صرف بشارت دینے پر اور جھنڈا باندھ کر اس فوج کو روانہ کیا اور فتح حاصل ہوئی تو اس طرح یہاں پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آپ کی گستاخی وغیرہ کرے وہ گناہگار ہے ہم آپ کے سامنے اس کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں:

دشمن خنزیر اور بندر بن گئے:

حضرت امام مستغفری رحمہ اللہ نے ثقات سے نقل کیا ہے: کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جارہے تھے ہمارا ایک کوفی ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بدزبانی کر رہا تھا ہم لوگ اسے بار بار منع کر رہے تھے مگر وہ باز نہ آیا جب ہم یمن کے قریب پہنچے اور ہم نے اسے نماز فجر کے لئے جگایا تو اس نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میرے خواب میں میرے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا اے فاسق! اللہ نے تجھے ذلیل وخوار کر دیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا اور اس کے فورا بعد اس کے پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس کی شکل بندر میں بدل گئی ہم نے نماز فجر کے بعد اسے پکڑا اور اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے باندھ دیا اور وہاں سے چلے گئے غروب آفتاب کے وقت ہم جنگل پہنچے وہاں کچھ بندر تھے جب اس نے بہت سارے بندر دیکھے تو رسی توڑ کر اونٹ کے اوپر سے کودا اور بندروں میں شامل ہو گیا ہم حیران ہو کر تھوڑا رک کر دیکھنے لگے کہ بندر اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں ہم نے دیکھا کہ یہ بندروں میں بیٹھ کر ہمیں بڑی حسرت سے دیکھ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے تھوڑی دیر بعد بندر جانے لگے تو یہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا.

اسی طرح ایک اور گستاخ کا واقعہ پیش آتا ہے کہا کہ اس طرح امام مستغفری ایک اور واقعہ نیک مرد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک کوفی حضرت ابو بکر صدیق کو برا بھلا کہہ رہا تھا ہم نے اسے منع کیا مگر وہ نہیں مانا تنگ آکر ہم نے اس سے کہا تم ہمارے قافلے سے جدا ہو جاؤ چنانچہ وہ ہم

سے الگ ہو گیا. جب ہم لوگ مطلوبہ منزل تک پہنچ گئے، اور پورا کام کر کے واپسی کا ارادہ کیا تو اس بدزبان کا غلام ہم سے ملا جب ہم نے اس غلام سے پوچھا کیا تم اور تمھارا آقا ہمارے ساتھ واپسی وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو غلام نے کہا میرے مولی کا حال بہت برا ہے ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر ان کا حال دیکھ لیں۔ غلام ہمارے ساتھ ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہو کر لوگوں سے کہہ رہا تھا مجھ پر بہت بڑی افتاد پڑ گئی پھر اس نے اپنی آستین سے ہاتھ نکال کے دکھائے ہم لوگ حیران رہ گئے کہ اس کے ہاتھ خنزیر جیسے ہو گئے تھے آخر کار ہم نے اس پر ترس کھا کر قافلہ میں شامل کر دیا دوران سفر خنزیر کا جھنڈ نظر آیا یہ بالکل بدل کر خنزیر بن گیا اور خنزیروں سے مل گیا بھاگنے دوڑنے لگا مجبورا اس کا غلام اور اس کا سامان کوفہ لے گئے. تو دیکھا آپ نے صدیق اکبر کا کتنا بڑا مقام و مرتبہ ہے کہ آپ کی شان میں گستاخی کرنا کتنا بڑا گناہ اور کتنا بڑا وبال ہے معاذ اللہ جیسا کہ آپ نے دیکھا کوئی کتا کوئی بندر کوئی خنزیر بن گیا استغفر اللہ تو ہمیں ڈرنا چاہیے اور اللہ سے امان طلب کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں ان گستاخوں کے شر سے دور فرمائے اور ان کا سایہ بھی ہم پر نہ پڑے دے. آمین

مدفن کے بارے میں غیبی آواز:

جیسا کہ آپ نے جانا کہ صدیق اکبر کے وصال کے بعد آپ کو حضور کے پہلو میں دفن کیا تو یہ کس طرح کیا کیسے اور کسے خیال آیا آیئے جانتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفنایا جائے؟ بعض نے کہا کہ شہدائے کرام کے قبرستان میں دفنایا جائے اور بعض نے کہا کہ جنت البقیع میں دفنایا جائے عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میری دلی خواہش تھی کہ میرے اسی حجرہ میں دفنایا جائے جہاں حضور کی قبر منور تھی گفتگو چل رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند طاری ہو گئی اور خواب میں آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ "ضموا الحبیب الی الحبیب" میرے حبیب کو مجھ سے ملا دو، خواب سے بیدار ہو کر لوگوں سے آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا ہم نے بھی یہ آواز سنی اور مسجد نبوی میں بہت لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی اس کے بعد تمام صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گئے کہ آپ کی قبر مبارک روضہ منور کے اندر بنائی جائے اس طرح آپ حضور کے پہلو میں مدفون ہو کر حضور ﷺ قرب خاص سے سرفراز ہو گئے.

جیسا کہ آپ نے جانا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں کس قدر آپ کا مقام و مرتبہ پایا جاتا ہے تو ہمیں آپ کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے اللہ ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے صدقے ہمارے دل میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا عشق عطا فرمائے. آمین

خصوصیاتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ

از: محمد یوسف عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

جنت کے آٹھ دروازوں کی نسبت سے 8 خصوصیاتِ صدیق اکبر:

- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ کے رب عزوجل نے صرف آپکا نام صدیق رکھا، آپ کے علاوہ کسی کا نام صدیق نہ رکھا۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ جب کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ تعال عنہ ہی سرکار ﷺ کے رفیقِ ہجرت تھے۔
- اسی ہجرت کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہوئی کہ صرف آپ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہے۔
- اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومنین کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اوقات حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور سرگوشی سنا کرتے تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جبریل امین عَلَیۡہِ السلام کو دیکھا نہیں کرتے تھے۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اس طرح وزیر خاص ہیں کہ آپ ﷺ تمام امور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانی اسلام، ثانی غا، غزوہ بدر کے دن ثانی عریش (بغرض حفاظت تیار کی گئی جگہ) اور مزار پر انوار میں ثانی قبر میں حضور اکرم نور مجسم، شاہ بنی آدم ﷺ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کس کو فوقیت اور فضیلت نہیں دیتے تھے۔
- حضور نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام عَلَیۡھِمُ الرضوان نے جتنی آپ رضی تعالیٰ عنہ کی مدح وتوصیف بیان فرمائی کسی اور صحابی کی نہیں کی۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ پورا عالم رب کی رضا چاہتا ہے اور آپ وہ عظیم صحابی ہیں جن کی رضا خود رب چاہتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہادری

از: فصیح رضا قادری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ بہادر تھے، چنانچہ علامہ بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں: کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا سب سے زیادہ بہادر آپ رضی اللہ عنہ ہیں. حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر کیسے میں سب سے زیادہ بہادر ہوا، تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے آپ ہی بتائیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور ﷺ کے لیے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور ﷺ محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کر دے "فواللہ مادنا منا احد الا ابوبکر یعنی خدا کی قسم! اس کام کے لیے سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی آگے نہیں بڑھا آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر حضور ﷺ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر کسی دشمن کو آپ ﷺ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر ٹوٹ پڑے اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے. (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق، حدیث 35685، 6 / 234، جزء 12)

حضرت علی کے نزدیک بہادر کون؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو قسم خدا کی! اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی حضور ﷺ کے قریب نہیں گیا آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا، انہیں دھکے دے دے کر ہٹایا اور فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لیے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے. (تاریخ الخلفاء، صفحہ 25)

غزوہ احد میں شجاعت:

علامہ ہیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ "لما کان یوم احد انصرف الناس کلّھم عن رسول اللہ ﷺ فکنت اول من فاء یعنی جنگ احد کے دن سب لوگ رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر ادھر اُدھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور ﷺ کے پاس پہنچ کر ان کی حفاظت کی." (خلفاء راشدین، صفحہ 63 -64)

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مالی قربانی

از: محمد نفیس عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے شمار غلاموں کو بھاری معاوضہ دے کر آزاد کروایا آپ ﷺ نے اس مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مالی امداد بھی فرمائی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں سات ایسے غلام جنہیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا بھاری معاوضہ دے کر خریدا اور آزاد کر دیا، ان غلاموں میں حضرت سیدنا بلال، حضرت عامر بن فہمیرہ رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے.

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اللہ عزوجل نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ مال خرچ کرنے میں کبھی تو پوشیدہ رہتے ہیں اور کبھی ان کا اظہار ہو جاتا ہے پس ایسے نیک بندوں کے لئے ان کے خدا کی طرف سے ان کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے."

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے بارے میں ارشاد فرمایا: "مجھے جس قدر نفع حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے مال سے پہنچا ہے اتنا نفع کسی اور کے مال سے نہیں پہنچا." حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے جب حضور نبی کریم سے ستم کا یہ فرمان سنا تو آپ دلی کی یہ رو دیئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میری ذات میرا مال ومتاع سب آپ کے لئے وقف ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ وتمہارے کاموں کی خبر ہے." سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور خرچ کیا.

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا راہ خدا میں سب سے پہلے خیرات کی سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت کی.
(تغیر نور العرفان من ۸۷۰ مطبوعہ لاہور)

علامہ محبت طبری فرماتے ہیں: واحدی نے بیان کیا ہے کہ کلبی نے کہا یہ آیت مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب ﷺ پر ایمان لانے کے فوراً بعد چالیس ہزار دینار خرچ کیے ہے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو انہوں نے سب کے سب رسول اللہ ﷺ پر اور فی سبیل اللہ خرچ کیے.

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

از: محمد فیضان عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

محبت کیا ہے؟

محبت اپنے محبوب سے شوقِ ملاقات کا جذبہ رکھنا ہے، محبت اپنے محبوب کی ہر بات پر سر تسلیمِ خم کرنا ہے، محبت محبوب کا کثرت سے ذکر کرنا ہے، محبت اس تڑپ کا نام ہے جو محبوب سے جدائی کے خوف پر پیدا ہو، محبت محبوب کی خوبیوں میں گم ہو جانا ہے الغرض محبت کی کسوٹی محبوب کی رضا ہے اور جب محبت کی کیفیت اپنی انتہا کو پہنچ جائے تو اسے عشق کہتے ہیں. چنانچہ:

- لغت کی کتاب میں ہے: العشق فرط الحبّ (محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے).(لسان العرب، جلد2، صفحہ 2635)
- میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی 1340ھ عشق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: محبت بمعنی لغوی جب پختہ اور مؤکّدہ (یعنی محبت جب بہت زیادہ پکی) ہو جائے تو اُسی کو عشق کا نام دیا جاتا ہے. (فتاوٰی رضویہ، جلد21، صفحہ 115 تا116)

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

پھر بات جب عشقِ رسول علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی ہو تو یہ تو کامل ایمان کی اصل ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین" ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہ ہو گا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں. (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول۔۔۔ الخ، حدیث 15، جلد 1، ص17)

جس دل میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاتا لہذا محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانے، اسے بڑھانے کے لیے ہر دم کوشاں رہنا چاہیے، اسی کوشش کی ایک صورت اپنے اسلاف کی سیرت کا مطالعہ کرنا بھی ہے. انہی عشاق اسلاف میں سرِ فہرست جن کا نام آتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ اظہار عشق کے سبب عاشق اکبر کا لقب پایا وہ اسلام کے پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں. آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی سراپا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے.

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیتِ عشق:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہر قول و فعل، انداز و اطوار، نشست و برخاست، سفر و حضر، اخلاق و کردار، میل ملاقات اور معاملات و تعلقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کا رنگ جھلکتا تھا. آپ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکلیف میں پڑنا گراں گزرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی ہر دم پیش نظر ہوتی تھی خواہ اپنی حالت کیسی ہی تشویش ناک کیوں نہ ہو چنانچہ جب اسلام لانے والوں کی تعداد انتالیس (39)

ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ میں اعلانیہ دعوت دی تو خطبہ شروع ہوتے ہی کفار و مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو ٹوٹ پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بھی خوب مارا اور لہولہان کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو لبوں پر پہلا جملہ یہی تھا کہ "حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟" حالانکہ ظالموں نے اتنی بے رحمی سے مارا تھا کہ سب کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے، یہی تو سچے عاشق کی نشانی ہے کہ خود خواہ کیسی ہی حالت میں ہو مگر محبوب کی ہی فکر کرتا رہتا ہے، جب بتا دیا گیا کہ حضور ﷺ خیریت سے ہیں اور سلامتی کے ساتھ دار ارقم میں موجود ہیں مگر پھر بھی چین نہ آیا یہاں تک کہ قسم اٹھالی کہ جب تک حضور ﷺ کو دیکھ نہ لوں، نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا. پھر جب حضور ﷺ کے پاس لے جایا گیا تو حضو ﷺ سے گلے مل کر روتے رہے اور حضور ﷺ بھی لپٹ کر روئے.(البدایہ والنھایہ، جلد 3، صفحہ 30، ملخصا)

جاں نثاری کا نذرانہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذرّہ برابر تکلیف بھی ناقابل برداشت تھی اور ہر دم ایسی کوششوں میں لگے رہتے جس سے آپ ﷺ پر آنے والی تکلیف کو دور کر دیں چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے تو راستے میں کبھی حضور ﷺ سے آگے چلتے تو کبھی پیچھے کبھی دائیں جانب چلتے تو کبھی بائیں جانب، حضور ﷺ نے جب اس کی وجہ پوچھی تو بتانے لگے مجھے خوف ہوتا ہے کہ دشمن آپ ﷺ پر پیچھے سے حملہ نہ کر دے تو پیچھے چلتا ہوں جب یہ خوف آتا ہے کہ دشمن آگے سے حملہ نہ کر دے تو آگے آجاتا ہوں جب دائیں جانب سے دشمن کے حملہ کرنے کا خوف ہوتا ہے تو دائیں جانب آجاتا ہوں جب بائیں جانب سے حملہ کرنے کا خوف ہوتا ہے تو بائیں جانب آجاتا ہوں، یارسول اللہ ﷺ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی بھی تکلیف و مصیبت ہو تو مجھے پہنچے لیکن آپ ﷺ کو کچھ بھی نہ ہو.(دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر، جلد2، صفحہ 476، ملخصا)

اللہ اور رسول ہی کافی ہیں:

حضور ﷺ کی بارگاہ میں جانی قربانی کا سوال ہو یا مالی، آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ تیار رہتے تھے چنانچہ جب غزوۂ تبوک کے موقعے پر حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: "اپنا مال راہ خدا عزوجل میں جہاد کے لیے صدقہ کرو" تب آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے اور جب حضور ﷺ نے پوچھا: "اے ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟" تو عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ ﷺ! گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے.(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث 3695، جلد 5، صفحہ 360، ملخصا)

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہیں خدا اور رسول بس

سب کچھ محبوب کا ہے:

والہانہ عشق کا انداز یہ کہ اپنے اوپر ہونے والے احسانات کو بھی محبوب کا کرم سمجھنا چنانچہ جب ایک موقعہ پر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔" یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے اور میرے مال کے مالک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی تو ہیں. (سنن ابن ماجہ، حدیث 94، جلد 1، صفحہ 72)

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے

یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

اتباعِ محبوب:

اپنی حیاتی زندگی میں تو ہر دم اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع کرتے رہے مگر شوق موافقت ایسا کہ اپنے آخری معاملات میں بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتباع کی خواہش رکھتے چنانچہ اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کس دن ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آرزو تھی کہ اس میں موافقت حاصل ہو جائے. (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، حدیث 1387، جلد 1، صفحہ 468، ملخصا)

سفر آخرت میں موافقت:

سبحان اللہ! کیا ہی سفر آخرت میں موافقت ہوئی کہ پیر کے دن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ظاہری وصال ہوا اور پیر کے دن ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات غزوۂ خیبر میں دیے گئے زہر کے لوٹنے سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات بھی سانپ کا زہر لوٹ آنے سے ہوئی. (مرأۃ المناجیح، جلد 8، صفحہ 295، ملخصا)

عشق رنگ لے آیا:

اس عاشق اکبر کا عشق کیا ہی رنگ لایا کہ زندگی میں تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ ملا ہی مگر بعد زندگی بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب خاص ملا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق جب آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو روضہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے پاس لایا گیا اور عرض کیا گیا: "السلام علیک یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابو بکر حاضر ہے"۔ یہ عرض کرتے ہی دروازے کا تالا خود بخود کھل گیا اور آواز آنے لگی: محبوب کو محبوب سے ملا دو کہ محبوب کو محبوب کا اشتیاق ہے. (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 167، ملخصا)

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے والہانہ عشق کے نذرانے سے ہمیں بھی یہ درس لینا چاہیے کہ کس طرح ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے تن، من، دھن سے عشق کا اظہار کر سکتے ہیں.

اللہ پاک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے میں ہمیں بھی پیارے آقا ﷺ سے سچی پکی محبت عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر بنائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذات عالی میں

جو مجھ کو دیکھ لے اس کو ترا دیدار ہو جائے

حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اہل بیت سے محبت

از: طاہر ظفر عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ظاہری دور نبوی میں بھی اہل بیت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے شفقت و محبت کے بے پناہ جذبات رکھتے تھے اور اپنی خلافت میں بھی آپ کی الفت اہل بیت سے مثالی تھی چنانچہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابھی تک اپنی لخت جگر کا رشتہ طے نہیں فرمایا لگتا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ آئیں اور رشتہ مانگے اور انہیں رشتہ دیا جائے اور ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خیال نے رشتہ مانگنے سے روک رکھا ہو کہ خرچ و اخراجات کیسے پورے ہونگے (یعنی حق مہر و سکنٰی وغیرہ) اگر ایسی بات ہے تو ہم چلتے ہیں ان کے پاس اور ان کی مدد کرتے ہیں.

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا رشتہ مانگیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے ایسے امر کی طرف متوجہ کیا جس سے میں بے خبر تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے رشتہ مانگنے سے تنگ دستی روکتی ہے. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رقم کے متعلق فکر نہ کرو مجھ سے لے لو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس گئے رشتہ مانگا جو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قبول فرمایا اور فرمایا میرے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، بلال، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم اور فلاں فلاں دیگر صحابی کو بلالاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی باہر نکلے حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما باہر انتظار کر رہے تھے آپ باہر تشریف لائے اور خوشخبری سنائی اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پیغام دیا،

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی زرہ بیچ کر آئے اور رقم آپکو پیش کی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ رقم حضرت ابو بکر صدیق و بلال رضی اللہ عنہ کو رقم دی کہ بازار سے میری بیٹی کی ضرورت کی چیزیں خرید لاؤ اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو چیز بھی خریدو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے خریدو جب چیزیں آئی تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی لخت جگر کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو گواہ بنالیا.

معلوم ہوا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی اور انہی حضرات رضی اللہ عنہما کی کوشش سے آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ طے ہوا اور خاندانِ اہل بیت تشکیل پایا. (عظمت اہلبیت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مفسر قرآن علامہ محمد طیب نقشبندی صفحہ 73)

- ایک بار حضرت سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو. (بخاری ج 2 ص 438 حدیث 3713)

امام حسن کو کندھے پر بٹھایا:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ اور حضرت علی رضی اللہ عنھما کھڑے ہو کر چل دیئے رآستے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا میرے ماں باپ قربان کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے ہم شکل ہو اس وقت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے.(سنن الکبری للنسائی ج5 ص48 حدیث 8161)

- اسی طرح ایک موقع پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل بیت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے رسول پاک ﷺ کے قرابَت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا مجھے اپنے قرابَت داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے.(بخاری 22ص438حدیث 3712)
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی رضامندی آپکے اہل بیت کی محبت میں ہے.(بخاری ج2 حدیث 3713)

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اہل بیت رسول ﷺ سے کیسی دل بستگی تھی اور کس طرح ان کا دل خوش کرنے کے لیے کوشش کرتے تھے. اور یہ محبت دونوں جانب سے تھی یعنی اہل بیت کرام بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے آج اگر اہل بیت کرام علیہم الرضوان کی محبت کا دم بھرتے ہوئے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنے والے خود اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشادات کو پڑھیں تو انہیں اندازہ ہو گا کہ خاندان رسالت مآب ﷺ کے تمام حضرات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے.

- حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہر شخص غم میں ڈوبا ہوا تھا آپ کے غسل و کفن کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور روتے ہوئے آپ کی خدمت میں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا جن کے کچھ کلمات کا مفہوم یوں ہے: اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز آپکو ہی ملا. سب سے پختہ یقین بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہی نصیب ہوا. سب سے بڑے سخی بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی ٹھہرے. رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ خدمت گزار بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی تھے. پوری امت میں افضل ترین درجہ بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی کا ہے. اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں مزید کلمات بھی ارشاد فرمائے. راوی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، اور وہ کہتے تھے اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی تھے.(مسند البزار حدیث 928 معرفۃ الصحابۃ ابو نعیم حدیث 894 اوصاف و کمالات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان اہل بیت رضی اللہ عنھم)

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تقویٰ اور پرہیزگاری

از: حسنین عبد القادر (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زھد و تقویٰ از روئے قرآن:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ متقی ہیں جن کے تقوے کو خود قرآن عظیم بیان فرماتا ہے، چنانچہ پارہ 30، سورۃ اللیل، آیت نمبر 17 میں ارشاد ہوتا ہے: "وَسَیُجَنَّبُهَا الاَتْقٰی" ترجمہ کنزالایمان: اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار" اس آیت مبارکہ میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہُ تعالیٰ عنہ ہیں.

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ زھد و تقویٰ میں عیسی علیہ السلام کی مثل:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو زھد و تقویٰ میں حضرت عیسی علیہ السلام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق رضی اللہُ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے" (تفسیر خزائن العرفان, پارہ 30 اللیل: آیت 17, 2 ریاض النضرۃ, ج 1, ص 82, فیضان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

- آپ رضی اللہ عنہ کی شان کے کیا کہنے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" یعنی ہمیشہ سچ بولنے والے، آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "عتیق" یعنی جہنم سے آزاد کیئے ہوئے۔
- حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا ابو بکر جہنم کی آگ سے آزاد ہے (ترمذی شریف) آپ رضی اللہ عنہ کی صداقت تقویٰ و پرہیزگاری اور عشق رسول ﷺ لوگوں کے لیئے بہت بڑی مثال ہے:

سب سے پہلے متقی:

خدائے رحمن عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (پارہ 24 سوۃ زمر آیت 33) ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں.

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکار ﷺ اور جنھوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ تعالیٰ عنہ یہی لوگ متقی ہیں. اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہُ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ (الذی جاء بالصدق) سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ ہیں اور (صدق) سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کی.

معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار ہیں.

اسی لیے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اصدق الصادقین سید المتقیں

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے صدقے زھد و تقویٰ اختیار کرنا نصیب فرمائے آمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ باقوالِ قرآن

از: محمد اویس ھارون (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ جاں نثار صحابی ہیں جن کی شان خود قرآن پاک بیان فرماتا ہے، آیئے کچھ آیات ان عظیم ہستی کی شان میں سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

تصدیق کرنے والے:

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (سورۃ الزمر، آیت: 33) ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

مفسر شہیر امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تفسیر "تفسیر کبیر" میں اس آیت مبارکہ کے تحت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کرمَ اللہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الکریم نے ارشاد فرمایا: اس آیت مبارکہ میں "سچ لانے والے" سے مراد نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ ہے اور " تصدیق کرنے والے" سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔ (التفسیر الکبیر، الزمر: ۳۳، ج۹، ص ۴۵۲)

یارِ غار:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ" (سورۃ التوبۃ، آیت: 40) ترجمہ کنز الایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔

اس آیت مبارکہ میں "ثانی اثْنَیْن" اور "لِصَاحِبِہٖ" میں صاحب سے مراد بالاتفاق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذات بابرکت ہے، اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہ" میں "علیہ" کی "ہ" ضمیر سے مراد بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں کیونکہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کبھی سکینہ زائل ہی نہیں ہوا، جب کفار مکہ کے شر کی وجہ سے سرکار دو عالم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں تین دن غار ثور میں قیام فرمایا، چونکہ کفار مکہ ان کے تعاقب میں تھے غار کے باہر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی موجودگی کو محسوس کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پریشان ہو گئے اس وقت نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کہ اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے وہاں اللہ نے یوں مدد فرمائی کہ کفار اندھے ہو گئے اور آپ دونوں کو نہ دیکھ سکے، اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ کافر جیسے ہی

غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دیے ہوئے ہیں اور مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے، اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ دونوں کہیں اور تشریف لے گئے ہیں. (تفسیر البیضاوی، البراءۃ:40، ج۳، ص۱۴۶ ملخصا، تاریخ الخلفاء، ص۳۶)

بارگاہ رسالت کے مشیر:

"فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ"(سورۃ اٰل عمران، آیت:159)

ترجمہ کنزالایمان: تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں.

سیدنا امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمہ اللہ القوی اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد الرحمن بن غنم عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡاَکرم سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے ارشاد فرمایا: "اگر تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔(تفسیر الدر المنثور، اٰل عمران:۹۵، ج۲، ص۳۵۹)

شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ اعظم

از: سید حسنین علی رضا (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

نبی کریم رؤف الرحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے قریبی صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ یارِ غار اور یار مزار ہیں. ایسی کئی احادیث وارد ہوئیں جن میں اُن کی افضلیت اور اولیّت روزِ روشن کی طرح واضح ہے. اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل شخصیت حضرت ابو بکر صدّیق رضي اللہ عنہ کی شخصیت ہے، بلکہ افضل البشر بعد از انبیاء ہیں. جیسا کہ اہل علم حضرات اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ جس بات پر اُمت کا اجماع ہو جائے تو واپس اس مسئلہ کو نزاع کی طرف نہیں لے جایا جاتا بلکہ علماء کے اجماع پر عمل لازم ہے.

لہٰذا اس ہی موضوع پر چند احادیث درج ذیل ہیں، پڑھیے اور اپنا عقیدہ مضبوط کیجئے:

- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز دو دو کر کے خرچ کی اسے جنت کے دروازوں سے اس طرح آواز آئے گی: ”اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے. پس نمازی کو باب الصلوۃ سے، اہل جہاد کو باب الجہاد سے، صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقۃ سے اور روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا." حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کسی کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے اس کی ضرورت تو نہیں (کیونکہ مقصود تو جنت میں داخلہ ہے اور وہ کسی ایک دروازے سے بھی پورا ہو جائے گا) لیکن کیا ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں اِن دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے ابو بکر! ہاں! اور یقیناً تم ان ہی لوگوں میں سے ہو." (صحیح البخاری، کتاب الصوم الریان للصائمین، الحدیث: ۱۸۹۷، ج ۱، ص ۱۲۵)
- حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم نورِ مجسم شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے. ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ” دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو. حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں نے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ آنے والے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو جنت کی بشارت دی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عزوجل کی حمد بیان کی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ” دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو. میں نے دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ تھے، میں نے دروازہ کھول کر ان کو بھی جنت کی بشارت دے دی. پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ”دروازہ کھول دو اور آنے والے کو مصیبتوں کی بناء پر جنت کی بشارت دے دو. میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور ان کو بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان سنا کر جنت کی بشارت

دے دی. حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی: اے اللہ عزوجل تو مجھے صبر عطا فرما، اے اللہ عزوجل تو ہی مدد فرمانے والا ہے۔" (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ب-اب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۶۹۳، ج ۲، ص ۵۲۹)

- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مرضِ وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لائے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: "کسی شخص نے ابو قحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال سے مجھے امن نہیں دیا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر اسلامی محبت اور بھائی چارہ افضل ہے. مسجد کا ہر دروازہ بند کر دو مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دو." (صحیح البخاري، كتاب الصلوة، باب الخوخة والممر في المسجد، الحديث: ۴۶۷، ج ۱، ص ۱۷۷)
- حضرت سیدنا ابو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! لوگوں میں آپ کو سب سے بڑھ کر کون محبوب ہے؟" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "عائشہ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: "مردوں میں سے کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ کے والد (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالَی عَنْہ). (صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ ذات السلاسل الحدیث: ۴۳۵۸، ج ۳، ص ۱۲۶ مختصرا)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "آج روزہ کس نے رکھا ہے؟" حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ پوچھا: "آج جنازہ میں کس نے شرکت کی ہے؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: "میں نے" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک بار پھر پوچھا: "مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: "میں نے، یہ سن کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص میں یہ نیک اعمال اکٹھے ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا. (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب من جمع الصدقة.. الخ، الحدیث: ۱۰۲۸، ص ۵۱۳)
- حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: نے ارشاد فرمایا: "میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر صدیق ہیں." (سنن الترمذی کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: ۳۸۱۵، ج ۵، ص ۴۳۵ ملتقطا)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہو گی. حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میری یہ خواہش ہے کہ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا. آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:" ابو بکر میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے شخص تم ہی ہو گے." (سنن ابی داود کتاب السنة، باب فی خلفاء الحدیث: ۴۶۵۲، ج ۴، ص ۲۸۰)

- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "أَنْتَ صَاحِبِی عَلَى الْحَوْضِ وصاحبی فی الغار یعنی اے ابو بکر! تم سفر ہجرت میں غار میں میرے ساتھی تھے لہٰذا حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔" (سنن الترمذی، کتاب المناقب، في مناقب ابي بكر و عمر الحديث: ۳۲۹۰، ج۵، ص۳۷۸)
- حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: " ایک بار میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا، حضرت سیدنا ابو بکر و عمر تشریف لائے تو نبی اکرم رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " ابو بکر و عمر اول و آخرین میں سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! تم ان دونوں کو نہ بتانا. (سنن الترمذی، کتاب المناقب، في مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۳۶۸۵، ج ۵، ص ۳۷۶، المعجم الاوسط من اسمہ مقدام الحدیث: ۸۸۰۸، ج ۲، ص ۲۹۱)

ایک اہم بات: مذکورہ بالا حدیث میں سرکار ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ تعالٰی وَجْهَہُ الکریم کو بتانے سے کیوں منع فرمایا، اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں: یعنی اے علی! مجھ سے پہلے ان دونوں کو نہ بتانا کیوں کہ میرا بتانا ان کے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہو گا۔" (فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر حرف الھمزۃ، ج ۱، ص ۱۱۷)

- حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، شاہِ بنی آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر صدیق ہیں۔" (سنن الترمذی کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: ۳۸۱۵، ج ۵، ص ۴۳۵ ملتقطا)
- حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بلند و بالا درجے والوں کو کم مرتبہ والے ایسے دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے افق پر چمکتے ستارے کو دیکھتے ہو. حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان بلند و بالا مرتبہ والوں میں سے ہیں. (سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، فضل ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۹۶، ج ۱، ص ۷۳، سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۶۷۸، ج ۵، ص ۳۷۲)
- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤوف رَّحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے، مگر ابو بکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالی روز قیامت انہیں عطا فرمائے گا. (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر الحدیث: ۳۶۸۱، ج ۵، ص ۳۷۴)
- حضرت سیدنا ابو جحیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ تَعَالٰی وَجْهَہُ الکریم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخصیت سیدنا ابو بکر اور ان کے بعد سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما ہیں۔" (مسند امام احمد مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۳۶، ج ۱، ص ۲۲۷ ملتقطا)

- رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمانِ ذی وقار ہے: "میں نے ایک ترازو دیکھا جو آسمان سے لٹکایا گیا، اس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا تو میرا پلڑا بھاری ہو گیا. پھر ایک پلڑے میں میری امت کو اور دوسرے پلڑے میں ابو بکر صدیق کو رکھا گیا تو ابو بکر کا پلڑا بھاری ہو گیا. (مسند امام احمد حدیث ابی امامۃ الباھلي، الحدیث:۲۲۲۹۵، ج۸، ص۲۸۹-۲۹۰ ملتقطا)
- حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہو گا کہ تمام جنت والے اسے پکار پکار کر کہیں گے: مرحبا! مرحبا! یہاں تشریف لائیے، یہاں تشریف لائیے. حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے بڑے تعجب سے پوچھا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا ہم بھی اس شخص کو دیکھ سکیں گے؟" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر! وہ جنتی شخص تم ہی تو ہو"(صحیح ابن حبان اخبارہ عن مناقب الصحابۃ، ذکر ترحیب اھل الجنۃ بابی بکر الحدیث:۲۸۲۸، ج۶، الجزء: ۹، ص۷)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا احادیث میں واضح بیان ہے اور سمجھ بھی یہ ہی آتا ہے اِس رفیق جیسا رفیق کوئی نہیں اس صدّیق جیسا صدّیق کوئی نہیں.

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صحیح معنٰی میں ادب کرنا نصیب کرے اور اِن کے صدقے ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بنائے. آمین بجاہ خاتم النبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کون ہیں؟ کتبِ منکرین کی روشنی میں

از: محمد نعمان محمد مطلوب (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

پہلے مسلمان:

جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں داخل ہوئے. اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دستِ اقدس پر بیعت کی. (ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

خلیفہ بلا فصل:

جن کے متعلق حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ازواج مطہرات حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو فرمادیا تھا کہ میرے بعد عائشہ کا باپ یعنی ابو بکر صدیق خلیفہ ہو گا اور ان کے بعد حفصہ کا باپ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہما. (ترجمہ مقبول صفحہ ۱۱۸)

خلیفہ اول:

جن کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رحلت کے بعد علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی. (فروع کافی جلد سوم صفحہ ۲۴۹)

مولی علی کے امام:

جن کے پیچھے علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھیں. (حق الیقین مطبوعہ تہران صفحہ ۲۲۱)

افضل امت:

جن کے متعلق حضرت باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں. (احتجاج طبرسی صفحہ ۲۴۷)

صاحبِ صدق وصفا:

جن کا ذکر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اکثر صحابہ کی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تم سے نماز ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ ان کے صدق وصفا قلبی کی وجہ سے ان کی عزت اور وقار بڑھ گیا. (مجالس المؤمنین مطبوعہ تہران صفحہ 90)

علی کی عقیدت:

جن کے مقدس نام پر علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابو بکر رکھا جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا. (روضۃ الشہید صفحہ 262)

ظاہر وباطن:

جن کے متعلق شبِ ہجرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر بے شک اللہ تعالی تیرے دل پر مطلع ہوا اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا. خدا تعالی نے تجھے مجھ سے بمنزلہ کان, آنکھ اور سر کے بنایا ھے اور جس طرح روح بدن کیلے ہوتی ہے اسی طرح علی ہیں کیونکہ وہ بھی مجھ سے اسی طرح قریب ھے.(تفسیر حسن عسکری مطبوعہ تہران ففحہ 190)

مشورۂ نکاح:

جن کے ساتھ حضور ﷺ نے مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہرہ کی شادی کس کے ساتھ ہونی چاہیے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی علی ابن ابی طالب سے.(جلاء العیون صفحہ 113)

کاندھے پر سواری:

جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو شبِ ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا جن کا فرزندار حمیند تین دن تک غار ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا.(حملہ حیدری مطبوعہ تہران فصحہ 41)

بیٹی کا رشتہ:

جنھوں نے اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ کا نکاح محبوبِ خدا نبی رحمت ﷺ سے کیا.(حیات القلوب)

نبی کا ساتھی:

جن کے متعلق اللہ پاک نے شبِ ہجرت پیارے آقا ﷺ کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پر لٹا دو اور ابو بکر صدیق کو ساتھ لے جاؤ.(آثار حیدری مطبوعہ لاہور صفحہ 401)

لقبِ صدیق:

جن کے متعلق حضرت مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبلِ حرا پر تھے پہاڑ نے جنبش کی حضور ﷺ نے فرمایا ٹھر جاؤ تجھ پر ایک نبی یعنی محمد ﷺ مصطفی ﷺ دوسرا صدیق یعنی ابو بکر صدیق اور تیسرا شہید یعنی حضرت علی بیٹھے ہیں.(احتجاج طبرسی)

صدیقی افکار ونظریات

از:عبدالرزاق عطاری(درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

یہ بات مسلّمہ ہے کہ دورِ حاضر فتنہ و فساد اور انتشار وافتراق کا دور ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کہ بایں ہمہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنے بزرگوں (صحابہ کرام، اہل بیت عظام ودیگر سلف صالحین) کی عزت، عظمت اور محبت جاگزیں ہے. مسلمان آج بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہی کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ترتیب دینے کی کوششیں کرتے ہیں. کیونکہ قرآنِ حکیم نے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے علاوہ صالحین (بزرگ اور نیک لوگوں) کے رآستے کو بھی صراط مستقیم کے نام سے ہی تعبیر کیاہے. (النساء:69) اور مسلمان اس صراط مستقیم کو اپنانے کی تگ ودو کرتے ہیں. لہذا دور حاضر کی فتنہ سامانیوں کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چند افکار و نظریات کا ذکر کر دیا جائے تا کہ اہل انصاف جان سکیں کہ کون سا مذہب اور کون سی جماعت جادۂ حق پر گامزن ہے اور اپنے عقائد کو صدیقی افکار و نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائیں.

اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں:

غزوۂ تبوک کے موقع پر محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے جانثاروں کو جہاد کیلئے تعاون کی تلقین فرمائی، حسبِ استطاعت آپ کی بارگاہ عالیہ میں تعاون پیش کیا گیا. انتظار تھا پروانہ شمع رسالت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا، چند گھڑیاں گزریں، آپ رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور اپنا تعاون بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا. زبان رسالت مآب سے سوال ہوا: صدیق! کیا لائے ہو اور کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عاشق زار نے فدویانہ لہجے میں عرض کیا: میرے آقا! گھر والوں کیلئے چھوڑنا کیا تھا؟ آپ کے حکم پر سارا مال و دولت آپ کے مبارک قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے. باقی رہ گئے گھر والے! "ابقیت لهم الله و رسوله" یعنی ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں. (ترمذی ۲/ ۲۰۸، ابوداؤد ا/ ۲۳۶، کتاب الزکوۃ، مشکوۃ ص۵۵۶)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کیلئے اللہ ورسول کو چھوڑ کر آیا ہوں یعنی میں نے دولت اور مال میں سے تو کچھ نہیں چھوڑا صرف اللہ کا فضل ورزّاقیت اور اس کے رسول کی مدد و اعانت ان کیلئے چھوڑ کر آیا ہوں. (اشعۃ اللمعات 4 / 639)

دیکھ لیں! حضرت صدیق اکبر اللہ تعالی کی مدد کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی مدد کے بھی قائل ہیں، آج کل اس عقیدہ کو شرک کہا جاتا ہے، اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے درس عبرت ہے جو کہتے ہیں کہ کیا ہمارے لئے صرف اللہ کافی نہیں؟ اور اس عنوان سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ صرف اللہ ہی کافی ہے باقی کسی نبی ولی کی کوئی ضرورت نہیں، اور نہ ہی وہ کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں کافی ہیں. اسی لئے تو آپ نے عرض کیا تھا: میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں

واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا:

شب اسریٰ کے دولہا، سیاح لامکاں، رسول انس و جان ﷺ نے معراج سے واپسی پر علی الصبح جب بیان فرمایا کہ میں بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو مشرکین مکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، کہنے لگے کیا خیال ہے تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس دیکھ کر آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ بولے ہاں! تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے بالکل سچ فرمایا ہے. "انی لأصدقه فیما هو بأبعد من ذلك، أصدقه بخبر السماء في غدوة و روحة" یعنی میں تو دن رات آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں جو اس سے بھی متفاوت اور بلند ہیں (لہذا اس کی تصدیق کیوں نہ کروں گا). (تاریخ الخلفاء ۳۹ واللفظ لہ، المستدرک ۶۷۹/۳ قدیمی کتب خانہ تفسیر ابن جدید ۱۵/۵، روح البیان ۱۲۶/۵ تفسیر نیشاپوری/تفسیر کبیر ۳۷۸/۵ الریاض النضرہ)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ (المستدرک ۲۷۹/۳) یہ حدیث صحیح ہے. امام ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وافقه الذهبي في التلخيص: صحیح یعنی یہ حدیث صحیح ہے. امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: إسناده جیّد اس کی سند درست ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

حضور شافی الامراض ہیں:

غار ثور میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو حضور ﷺ سے عرض کیا: آقا! سانپ نے ڈسا ہے، "فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذهب مایجد" پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک زہر والی جگہ پر لگایا تو زہر کا اثر بالکل جاتا رہا. (مشکوۃ، حدیث: 556) اللہ اکبر! حضور بھی جانتے تھے کہ میرے لعاب میں بیماری سے شفا کی تاثیر موجود ہے اور حضرت صدیق اکبر بھی سمجھتے تھے کہ آپ شافی الامراض ہیں، تبھی تو پاؤں آگے بڑھایا.

وصال مبارک:

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال مبارک کا وقت جب قریب آیا، تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا، اے علی رضی اللہ تعالی عنہ جب میرا وصال ہو جائے یعنی میری روح میرے جسم سے نکل جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا، جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا، پھر خوشبو لگانا اور مجھے روضۂ اقدس کے سامنے لے جانا یعنی میرا جنازہ حضور ﷺ کے حجرے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا، حضور ﷺ آپ کا ابو بکر یارِ غار، رفیقِ مزار بھی بننا چاہتا ہے یعنی یار رسول اللہ ﷺ آپ کا صدیق آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے، اگر حجرہ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے سرکار ﷺ کے پہلو میں دفن کر دینا اور اگر دروازہ نہ کھلے تو مسلمانوں کے قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کر دینا. (الخصائص

الکبریٰ، باب حیاتہ فی قبرہ۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۹۲، السیرۃ الحلبیۃ، باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۵۱۷، تاریخ دمشق الکبیر، ابن عساکر، 30 : 436)

ایک عقیدے کی بات:

پیارے اسلامی بھائیو! محبوب مصطفی حضرت ابو بکر صدیق کا کتنا پیارا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے پیارے آقا مصطفی جان رحمت ﷺ کو زندہ جانتے اور مانتے تھے اور حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور اگر زندہ نہ مانتے تو وصیت سن کر کہہ دیتے کہ اے خلیفہ رسول اللہ! حضور ﷺ کا تو وصال ہو گیا. میں کس سے جا کر آپ کی عرض پیش کروں. گویا صدیق و علی اور تمام صحابہ علیہم الرضوان کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ بعد وصال بھی ہمارے آقا کریم رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور امتی کی فریاد سنتے ہیں.

خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے:

تُو زندہ ہے واللہ تُو زندہ ہے واللہ

مِرے چشمِ عالَم سے چھپ جانے والے

صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں مولا علی کا تاریخی خطبہ

از: محمد صدیق عطاری (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری)

اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ترجمہ کنز العرفان: آپس میں نرم دل ہیں.

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایسے نرم دل اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسے محبت و مہربانی کرنے والے تھے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے،
- صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیات مبارکہ کے بے شمار ایسے واقعات کتب حدیث اور کتب تاریخ میں بھرے پڑے ہیں جن سے صحابہ کی آپسی محبت، ہمدردی، خلوص، غم خواری، شفقت و رحمت اور ایک دوسرے کا لحاظ رکھنے والی خوبیوں کا پتا چلتا ہے. اسی طرح صحابہ کرام کی اہلِ بیت اطہار سے اور اہلِ بیت اطہار کی صحابہ کرام سے محبت پر بھی ڈھیروں روایات و واقعات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جس کی ایک چھوٹی سی جھلک ہمیں مسلمانوں کے پہلے خلیفہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر بھی نظر آتی ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو جہاں دیگر صحابہ کرام نے آپ سے محبت کی وجہ سے گہرے دکھ کا اظہار کیا وہیں مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنی محبت و الفت کا اظہار کیا. آیئے! اس خطبے کے چند اہم نکات ملاحظہ کیجئے: حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو پورا مدینہ سوگوار ہو گیا.
- جس طرح صحابہ کرام نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر غمگین و افسردا تھے. ویسے ہی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال پر مدینہ منورہ کی فضا رنج و الم میں ڈوبی ہوئی تھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ راجِعون" پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے دن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے، پھر آپ رضی اللہ عنہ اُس مکان کے دروازے پر جس کے اندر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جسم پاک رکھا گیا تھا کھڑے ہو گئے اور آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے:
- اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہترین رفیق، اچھے محب، وجہ راحت، بھروسامند اور محبوب خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رازداں تھے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے. آپ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، ایمان میں سب سے زیادہ اخلاص والے، اللہ کی ذات پر پختہ یقین رکھنے والے، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے بڑے محافظ تھے۔
- آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت سب سے اچھی اور مرتبہ سب سے بلند تھا، آپ رضی اللہ عنہ کا انداز خیر خواہی، دعوتِ دین کا طریقہ، شفقتیں اور عطائیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جیسی تھیں، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بہت زیادہ خدمت گزار تھے۔ اللہ پاک آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اسلام کی خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے

- جس وقت لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی، رسول پاک ﷺ کے ہر فرمان کو حق و سچ جانا اور ہر معاملے میں رسول پاک ﷺ کی تصدیق کی (جس کی وجہ سے) اللہ پاک نے قران کریم میں آپ رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے نوازا: ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی۔ (24، الزمر: 33)
- آپ رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کا لقب ملا، آپ رضی اللہ عنہ یارِ غار ہیں، اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ فی الدین تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق ادا کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے جہاد کیا، حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد لوگوں کے لئے سہارا بنے، جب لوگوں میں اُداسی اور مایوسی پھیلنے لگی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلے بلند رہے۔
- (کافروں کے ظلم و ستم کے سبب) جب لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔
- آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے طریقے کی اتباع کی، منافقین و کفار آپ رضی اللہ عنہ کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے، آپ رضی اللہ عنہ نے کفار کو ذلیل کیا، باغیوں پر خوب شدت کی، آپ رضی اللہ عنہ کفار و منافقین کے لئے غیظ و غضب کا پہاڑ تھے۔
- لوگوں سے دینی امور میں سستی ہوئی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بخوشی دین پر عمل کیا۔ لوگوں نے حق بات سے خاموشی اختیار کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان کلمہ حق کہا، جب لوگ اندھیروں میں بھٹکنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذات ان کے لئے منارہ نور ثابت ہوئی۔
- آپ رضی اللہ عنہ سچے، خاموش طبیعت، دور اندیش، اچھی رائے کے مالک، بہادر اور سب سے زیادہ پاکیزہ خصلت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مشفق باپ کی طرح شفقتیں فرمائیں، جس بوجھ سے لوگ تھک کر نڈھال ہو گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سہارا دیتے ہوئے وہ بوجھ اپنے کندھوں پر لادلیا۔ جب لوگوں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قوم کی باگ ڈور سنبھالی، جب لوگوں نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے صبر سے کام لیا، جو چیز لوگ طلب کرتے آپ رضی اللہ عنہ عطا فرما دیتے، لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے اور کامیابی کی طرف بڑھتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی کی وجہ سے انہوں نے وہ کامیابی اور ہدایت پائی جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔
- آپ رضی اللہ عنہ اھل ایمان کے لئے رحمت، شفقت اور محفوظ قلعہ تھے. آپ رضی اللہ عنہ بہت نڈر اور نہ گھبرانے والے تھے، آپ جذبوں اور ہمتوں کا ایسا پہاڑ تھے جسے نہ تو آندھیاں ڈگمگا سکی اور نہ ہی سخت گرج والی متزلزل کر سکیں
- آپ رضی اللہ عنہ نے بھی کسی کو عیب نہ لگایا، نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ہی کبھی لالچ کی۔ کمزور و ناتواں لوگ آپ کے نزدیک محبوب اور عزت والے ہوتے، اگر کسی مالدار اور طاقتور شخص پر ان (کمزوروں) کا حق ہوتا تو انہیں ضرور ان کا حق دلواتے۔ طاقت اور شان و شوکت والوں سے جب تک لوگوں کا حق نہ لے لیتے وہ آپ کے نزدیک کمزور ہوتے۔
- اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ ہم سب سے سبقت لے گئے، آپ رضی اللہ عنہ کے بعد والے آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بہت عظیم کامیابی حاصل ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس شان سے اپنے اصلی

وطن کی طرف کوچ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ڈنکے آسمانوں میں بج رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی کا غم ساری دنیا کو رلا رہا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی جدائی جیسی مصیبت مسلمانوں کو کبھی نہیں پہنچی۔ آپ رضی اللہ عنہ دین کی عزت کا باعث اور اس کی جائے پناہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا اسہارا اور منافقوں پر سراپا شدت اور غیظ وغضب تھے۔ اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ ملایا۔ اللہ پاک ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر وثواب سے محروم نہ کرے اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ہمیں گمراہ کرے۔ لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خطبہ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور سب نے کہا: " آپ رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا."(الریاض النضرۃ ج 1 ص262)،(فیضانِ صدیقِ اکبر ص 661)

معزز قارئینِ کرام مذکورہ خطبہ جس میں مولا علی رضی اللہ عنہ نے شانِ صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرمائی ہے ایسی شان کہ کم و بیش کوئی وصف ایسا نہیں جس کا ذکر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے نہ کیا ہو اس مقام پر وہ لوگ ذرا غور کریں جو مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پر طعن کرتے ہیں کہ جسکی شان خود مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بیان کریں تو پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے پر بھی لازم ہے کہ مولی علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے دل و جان سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان بیان بھی کرے اور دل سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو شان والا تسلیم بھی کرے.

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور عقائدِ اہل سنت و جماعت کو سیکھنا سمجھنا اور ان پر ثابت قدم رہنا نصیب فرمائے آمین بجاہِ خاتم النبیین ﷺ

کوئی غارِ ثور میں یُوں بزبانِ حال بولے
نہ ہٹاؤں گا انگوٹھا مِری جاں اگرچہ جائے

القولِ الانور
فی مناقب
الصدیق الاکبر
(جلد دوم)

الحمد للہ جامعۃ المدینہ فیضان بخاری درجہ سادسہ 6th year کے طلباء کرام کا مسلمانوں کے پہلے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کے مختلف پہلوؤں پر خوشبودار گلدستہ



پیشکش درجہ سادسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری

فہرست

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال

از: محمد عاقب ابراہیم

مرض وفات اور صدیق اکبر:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کسی سبب سے ہوئی اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

(1) آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی قلبی مرض لاحق تھا اور اسی کے سبب آپ کا وصال ہوا۔ (الریاض النصر ارج، ص۳۵۸)

(2) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مرض کی ابتداء سردی میں غسل کرنے کے باعث بخار کی شکل میں ہوئی جو پندرہ دن متواتر رہا اس دوران آپ نماز بھی نہ پڑھا سکے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنی جگہ امامت کے لیے مقرر فرمایا۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ دن بدن بیمار ہوتے گئے آپ بیماری میں یہ آیت مبارکہ پڑھتے رہتے تھے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ (۱۰:۲۱۷) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

(المعارف الابن النبیۃ من اللہ الریاضي النصر فرج من ۲۵۸)

(3) آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیدنا حارث بن کلدہ رضی عنہ نے خزیرہ (یعنی گوشت اور آٹے سے تیار کیا جانے والا) کھانا کھایا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی عنہ کو تحفہ کے طور پر کسی نے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں علیل رہنے لگے اور سال گزرنے پر دونوں ایک ہی ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔" (اسد الغابۃ عبد اللہ بن عثمان، وفاتہ ج۳، ص۳۲۰)

تینوں اقوال میں مطابقت

ان اقوال میں تعارض یعنی ٹکراؤ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے وفات شریف میں تینوں اسباب جمع ہو گئے ہوں۔ (نزھۃ القاری ج۲، من (۸۰)

آپ کی وفات کا سبب حقیقی

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق رسول باکمال و بے مثال کی دولت لازوال سے کس قدر مالا مال تھے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے شب وروز کے احوال، بی بی آمنہ کے لال، پیکر حسن وجمال صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے عشق بے مثال کا مظہر اتم (یعنی کامل ترین اظہار) ہیں۔ امی نبی، رسول ہاشمی کی مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی مبارک زندگی میں سنجیدگی زیادہ غالب آ گئی اور (تقریبا 2 سال کچھ ماہ پر مشتمل) اپنی بقیہ زندگی کے لیل و نہار (یعنی دن رات گزارنا انتہائی دشوار ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ یاد سرکار نامدار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میں بے قرار رہنے لگے، چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: کَانَ سَبَبُ مَوْتِ اَبِي بَكْر مَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِسْمُهُ يَجْرِي حتی منات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب حقیقی نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وصال ظاہری تھا۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد سے آپ رضی اللہ عنہ کا بدن مسلسل گھلنے لگا، اور بالآخر آپ رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے وصال فرما گئے۔"

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم

کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عیادت کے لیے آئے اور عرض کرنے لگے: "کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ لائیں جو آپ کا معائنہ کرے؟ آپ نے فرمایا: "ایک طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: "اس نے آپ کے مرض کے بارے میں کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: وہ کہتا ہے: میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ (اے العامہ، عبد اللہ بن عثمان زھد، و تواضعہ والفاقد ج ۳ میں ۳۳۲)

مراد یہ تھی کہ حکیم اللہ عامل ہے، جو اس کی مشیت یعنی مرضی ہے وہ ضرور ہوگا، یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال علم کا توکل صادق تھا اور آپ رضی اللہ عنہ رضائے حق پر راضی تھے۔

غسل دینے کی وصیت

انتقال سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو آپ کی زوجہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ لہذا آپ کی وصیت کے مطابق بعد انتقال آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔ آپ کے فرزند حضرت سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر اور ایک روایت کے مطابق حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر نے پانی ڈالا۔ کفن پہنانے کے بعد آپ کو اسی مبارک چارپائی پر لٹایا گیا جس پر دو عالم کے مالک و عمار، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ چارپائی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی تھی۔ یہ صاح" کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی جس پر روغن بھی کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی میراث فروخت ہوئی تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے کسی نے اسے چار ہزار درہم میں خرید کر لوگوں کی زیارت کے لیے وقف کر دیا۔

محبوب سے محبت کا انوکھا انداز

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے: "آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: آج ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے محبوب صلی اللہ تعال علیہ والہ وسلم کے وصال کس روز ہوا تھا؟ ہم نے کہا: "پیر کے روز۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ آج رات تک دنیا سے رخصت ہو جاؤں تاکہ میرے ہم وصال کی اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے یوم وصال کے ساتھ موافقت ہو جائے) بوقت وصال آپ کے جسم مبارک پر ایک ہی کپڑا تھا جس میں سرخ مٹی کے دھبے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: جب میں رحلت کر جاؤں تو یہ کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے مزید ساتھ ملا کر کفن تیار کر لینا۔ میں نے عرض کی: یہ تو پرانے کپڑے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا: "نئے کپڑے میت کے مقابلے میں زندہ کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔ چنانچہ پیر کی رات آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور آپ کو صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائی باس سوس یوم الاثنین الحدیث: ۱۳۸۷ ج)، من ۱۸ سالھا)

نزع کے وقت آپ کی کیفیت

جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہے، انہوں نے اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے کہا: "آہ! جب ایک روز مجھ پر بھی یہی نزع کا عالم طاری ہو گا۔ یہ کہتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالی عنہا پر

رقت طاری ہوگئی۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی! اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگیا تھا۔ (الریاض النصر بارج)، میں ۱۵۰)

آخری کلمات طیبہ

حالت نزع میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے وہ یہ تھے: "رب تَوَفَّنِي مُسْلِماً وَالْحِقْنِي بالصَّالحین یعنی اے پاک پروردگار! مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔ اور کچھ دیر بعد ہی آپ دار الفنا سے دار البقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ (الریاض النضرۃ رج) رم (۲۵۸)

آپ کے والد کے تاثرات

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت سیدنا ابو قحافہ مکہ مکرمہ میں بقید حیات تھے جب انہیں اس سانحہ کی اطلاع ملی تو فرمانے لگے: "بخدا یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے بعد آپ کچھ ماہ اور کچھ دن زندہ رہے اور محرم الحرام کی چودہ تاریخ (بمطابق ۱۰ مارچ ۱۳۵ عیسوی) کو مکہ مکرمہ میں تقریباً ۹۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ (الریاضي التنظیرۃ (ج) رم (۲۹۳)

صدیقِ اکبر محافظِ عقیدہ ختم نبوت

از: محمد افنان عطاری

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں، قرآن مجید کی کئی آیات کریمہ، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے. حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے کئی جنگیں لڑی گئی، جن میں کئی صحابہ شہید ہوئے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی تعداد بارہ سو ہے جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے. رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی. اسلام کی باقی تمام جنگوں میں کفار کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں وغیرہ کو نقصان نہیں پہنچایا گیا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ان مرتدین کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں کو بھی ختم کر دیا جائے. اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے.

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا. اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے.

علماء کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے کئی معجزات دیکھے تھے، لہٰذا اس نے بھی اپنی نبوت کی سچائی کے لیے ویسا ہی کرنا چاہا لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قدرت دیکھئے کہ وہ

سارے معاملات اس کے دعوے کے الٹ ہوجاتے حتیٰ کہ اگر وہ کسی کی عمر درازی کی دعا کرتا تو وہ شخص اسی وقت مر جاتا، اگر کسی شخص کی آنکھوں کی روشنی کے لیے دعا کرتا تو وہ بالکل نابینا ہوجاتا، اگر کنویں میں پانی کی کثرت کے لیے تھوک ڈالتا تو پانی غائب ہوجاتا، کسی آنکھوں والے کی آنکھ میں تھوکتا تو وہ اندھا ہوجاتا، کسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرتا تو اس کا دودھ ختم ہوجاتا اور وہ تھن سوکھ جاتا، کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا تو وہ بالکل گنجا ہوجاتا. ایک دفعہ ایک شخص کے دو بیٹوں کے لیے برکت کی دعا کی جب وہ اپنے گھر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ایک کنویں میں گر گیا ہے اور دوسرے کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے. بہرحال اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود کئی لوگ اس کی اتباع میں لگ گئے اور اس سے بیزار نہ ہوئے چونکہ جاہلوں کی اس جماعت میں غرض کے بندے تھے اور دنیوی اغراض کے ماتحت اس کے پیچھے لگ گئے.

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہؓ عنہ کو عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنے والے سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف ملا، خلیفہ بننے کے بعد آپ نے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے سے بھی پہلے ترجیحی بنیاد پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے خبیث مسیلمہ کذاب اور اس کے دیگر مرتد ساتھیوں کو کُچلا اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو درس دیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنا ان کی اوّلین ترجیح ہونی چاہیئے.

اللہؓ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صدیقِ اکبر رضی اللہؓ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنے اور اسے آگے پہچانے کی توفیق عطا فرمائے. آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہؓ علیہ وسلم

افضلیت صدیق اکبر اور ہمارے اسلاف

از: محمد نفیس عطاری

اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء و رسل و رسل ملائکہ علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ ان کے بعد عمر فاروق اور ان کے بعد عثمان غنی اور ان کے بعد حضرت علی المرتضی ہیں۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

فاروق اعظم رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں, ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم میں سب سے محبوب ہیں۔ (سنن ترمذی)

مفتری کی سزا

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے دوسری بات کی تو وہ مفتری یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی یہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے۔ (کنز العمال, کتاب الفضائل)

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

حضرتِ سیدنا اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا: کہ اس امت میں سرکار دو جہاں کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمرِ فاروق اور ان کے بعد حضرت عثمانِ غنی اور پھر میں (الریاض النضرہ، ج۱، ص۵۷)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل ابو بکر صدیق کو شمار کرتے اور ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب اور اور پھر عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شمار کرتے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائلِ اصحابِ نبی)

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرتِ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبیِ کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا کہ نبی کے علاوہ تمام لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ (جمع الجوامع، الھمزہ مع الباء)

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر بزبانِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا امامِ اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل صدیقِ اکبر پھر حضرت عمرِ فاروق پھر حضرت عثمان بن عفان پھر علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔ (شرح الفقہ الکبر، ص ٦١)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام مالک رحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سیدنا امام مالک سے پوچھا گیا: انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا: حضرت سیدنا صدیقِ اکبر اور پھر سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ۔ (الصوائق المحرسۃ)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامِ برحق حضرت سیدنا صدیقِ اکبر پھر حضرت سیدنا عمرِ فاروق پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں.. (احیاء العلوم، کتاب قوائد العقائد)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: اھل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے افضل حضرت سیدنا صدیقِ اکبر اور پھر سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

افضلیتِ صدیق اکبر بر قول مولا علی

از: احمد رضا خان عطاری

تمام ادیان کے مقابلے میں ہمارا نام مسلمان جبکہ اسلام میں موجود فرقوں میں امتیاز کے لئے ہم اھلسنت و جماعت کہلاتے ہیں. کیونکہ اھلسنت ہی تمام عقائد میں اعتدال رکھتے ہیں یعنی جس کا جو مقام ہے اسے وہی دینا اس مذہب کی نمایاں خوبیوں میں سے ہے. جو خدائے ذو الجلال کی بندگی کے ساتھ دل میں سید الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا الاؤ روشن کیے رکھتے ہیں. محبتِ اہلبیت کے ساتھ عشقِ صحابہ کا بھی دم بھرتے ہیں. علمائے اجلہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ اولیاء کرام کا ادب واحترام بھی بجالاتے ہیں.

جبکہ اس کے برعکس بعض نے توحید کی آڑ میں انبیاء پر طعن کیا محبت اہلبیت کے نام پر صحابہ کرام سے بغض کیا. اور اپنے ان عقائدِ فاسدہ کو ثابت کرنے کے لیے من گھڑت اور جھوٹی روایات کا بھی سہارا لیا. اور یوں حق کو باطل کے ذریعے مٹانے کی تگ و دو کرتے رہے مگر پھر بھی مسلکِ حق اھلسنت وجماعت کو کمزور ثابت نہ کر سکے.

انہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہے. جو تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے. جسے باطل قرار دینے کے لیے کبھی افضلیت کا سرے سے ہی انکار کر دیا تو کبھی اسے خلافتِ ظاہرہ تک محدود کر دیا. اور اولیت و افضلیت کا حق دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ثابت کیا.

مگر جب اھلسنت نے خود مولائے کائنات شیرِ خدا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضراتِ شیخین کریمین کا مدّاح اور ان کے فضائل و مناقب بیان کرتا ہوا ثابت کیا تو باطل کے تمام محلات منہدم ہوگئے اور اس کے دکھائے گئے سراب کی حقیقت سب پر آشکار ہوگئی.

آئیں ہم بھی افضلیتِ صدیق اکبر بر قول مولا علی جانتے ہیں تاکہ یہ عقیدہ ہمارے قلوب واذہان میں مزید پختہ ہوجائے اور دارین کی سعادتیں حاصل ہوجائیں.

• حضرت علی المرتضی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: ابو بکر اور عمر اگلے اور پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اے علی انہیں مت بتانا۔

اس حدیث کو سیدنا علی کے علاوہ حضرت انس ابو جحیفہ، جابر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم۔ نے روایت کیا۔ مسند احمد میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں.

(ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۶، ۳۶۶۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۹۵، ابن ابی شیبہ ۷ / ۴۷۳، مسند احمد حدیث رقم: ۶۰۴، مسند ابی یعلی حدیث رقم: ۵۳۳، انجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم: ۱۳۴۸)- وَرَوَاهُ التِرمِذِي وَالبَعوِي عَنْ أَنَسٍ (حدیث رقم: ۳۶۶۴، شرح السنۃ ۳۸۹۶) باب فضل ابی بکر و عمر حدیث رقم: :- وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ ابْنُ حِبَّانٍ وَالطبراني عَنْ أَبِي جحيفة (ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۰۰، ابن حبان حدیث رقم: ۶۹۰۴، اعجم الاوسط حدیث رقم: ۴۱۴) ورَوَاہ الطبرانِي عَنْ جَارِ ابْن عَبدِ اللہ ھم الاوسط حدیث رقم: ۸۸۰۸- وَرَوَاهُ الطبرانِي عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِی (المعجم الاوسط حدیث رقم: ۴۴۳۱)۔ وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ عَنْ عَلِي قَالَ: هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا (حدیث رقم: ۱۰۴)۔ الْحَدِيثُ صَحِيح.

• حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دار الہجرت تک اٹھا کر لایا، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ کر دے یہ جدھر بھی جائے۔

(ترمذی حدیث رقم: ۳۷۱۴)۔ وَقَالَ غَرِيبٌ

• حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

(بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۱، ابو داؤد حدیث: ۴۶۲۹)۔

• حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کیلیے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دے گا، میں رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابو بکر اور عمر تھے، میں اور ابو بکر اور عمر نے ایسا کیا،

میں اور ابو بکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے ان دونوں سے ملادے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(مسلم حدیث رقم:۶۱۸۷، بخاری حدیث رقم:۳۶۷۷، ۳۶۸۵، ابن ماجہ حدیث رقم:۹۸، شرح السنۃ حدیث رقم:۳۸۹۰)۔

• حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں.

(ابن ماجہ حدیث:106، مسند احمد حدیث رقم:۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۷۴، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۹۱۱، ۹۲۵، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۴۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۵۷۴، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث:۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۲۱، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶ السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم:۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۹، ۱۲۳۸، ۱۲۳۷)

یہ حدیث مولا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی بعض اسناد صحیح، بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ اس سے مجموعی صحت میں مزید اضافہ ہوا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آپ رضی اللہ عنہ سے جم غفیر (بہت بڑی تعداد) کے ذریعے متواترا منقول ہے۔ اور اس حدیث کو روایت کرنے والوں کی تعداد اسّی (80) بتائی ہے، اور اس کے متواتر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: هَذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ، لِأَنَّهُ قَالَهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلَهُمْ یعنی یہ حدیث سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کیوں کہ آپ نے اسے کوفہ کے منبر پر فرمایا تھا اللہ کی لعنت ہو رافضیوں پر یہ کیسے جاہل ہیں. (تاریخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۱۱۵۵، اتقی من منہاج الاعتدال صفحہ ۳۶۱ کلاھما للذھبي، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)۔

• حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابو بکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: یہ لوگ سبقت لے جانے والوں کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابو بکر ہم سے سبقت لے گیا ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد حدیث رقم:۱۴۳۳۲)۔ قَالَ الْهَيْثَمِي وَفِيهِ: أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُفَضَّلِ الْحَرَّانِي، وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ.

• حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحب غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپ کے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے موافق ہی فرمایا. (مستدرک حدیث: ۴۴۷۸)۔

• سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر پودا نکالا اور ایک ذرے سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلیفہ مقرر کیا ہوتا تو میں آپکے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین پر حملہ کر دیتا اور ابو بکر کو منبر رسول ﷺ کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابو بکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ. آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں.

(صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)

• حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے کسی کو پایا کہ وہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے تو اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسّی (80) کوڑے ماروں گا.

(فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث رقم: ۴۹ عن حکم بن محجل، ۳۸۷، السنۃ لعبد اللہ بن احمد حدیث رقم: ۱۲۴۲ عن حکم بن مقبل، ۱۳۲۲ عن علقمہ، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۰۲۷ عن علقمہ، ۱۲۵۴ عن حکم بن مجل، الاعتقاد بیہقی صفحہ ۳۵۸ عن حکم بن محجل وقال خطبنا علی بالبصرۃ، ۳۶۱ عن علقمہ وقال لہ شواھد ذکرناھا في کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر الصدیق مؤلفہ ابو طالب محمد بن علی العشاری متوفی ۴۵۱ھ حدیث رقم: ۳۹، تحفۃ الصدیق لابن بلبان صفحہ ۸۷، الاستیعاب صفحہ ۴۳۴، ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۳۶۹ عن عبد خیر، ۳۷۱ عن علقمہ، ۳۸۳ عن حکم عن ابیہ، ابن عساکر جلد ۴۴ صفحہ ۳۶۵ عن جابر بن حمید و حدیث آخر عن حکم بن مجبل و حدیث آخر عن حکم بن محجل ایضاً و حدیث آخر عن علقمہ، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۸۸، المؤتلف والمختلف للدار قطني جلد ۳ صفحہ ۹۲ عن حکم بن محجل، لمشتقی الذہبی صفحہ ۳۶۱ عن محمد بن الحنفیہ بلفظ کان یقول، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقہ صفحہ ۶۰، تفسیر قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶، کنز العمال حدیث ۳۶۱۵۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ /۳۱۷)

اس حدیث کے تمام حوالہ جات پر غور فرمایئے۔ اس کے راویوں میں حضرت محمد بن حنفیہ ، حضرت علقمہ ، حضرت عبدِ خیر ، حضرت جابر بن حمید ، حضرت حکم بن حجل، اور ان کے والد حضرت حجل علیہم الرحمہ شامل ہیں۔ یہ سب براہِ راست مولا علی سے روایت کر رہے ہیں.

مذکورہ روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنت کا بھی وہی مؤقف ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے.

خدائے ذوالجلال ہمیں آخری دم تک مسلکِ اہلسنت پر قائم رکھے اور صالحین کے ساتھ حشر فرمائے آمین.

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ أحادیث مبارکہ کی روشنی میں

از: محمد حسنین عبد القادر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں درست عقیدہ رکھنا کیوں ضروری ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کے انہی کے ذریعے ہمیں قرآن وحدیث اور دین اسلام کی تعلیمات پہنچی ہیں جب انہی کے متعلق ہمارا درست عقیدہ نہیں ہوگا تو ہماری ساری کی ساری دینی تعلیمات جو دین کی بنیاد ہے سب باطل ہوجائیں گی اس لیئے یہ نہایت اہم مسئلہ ہے کہ ہم ان کے بارے میں درست عقیدہ رکھیں, انہی صحابہ کرام میں ایک عظیم ہستی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں جو سابق الاسلام (سب سے پہلے اسلام لانے والے) سب سے پہلے خلیفہ اور انبیاء کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں اگر ہم افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو نہ مانے تو وہ روایات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور وہ قرآنی آیات جن سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے سب باطل ہوجائیں گی اور خود مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس بارے میں اقوال ہیں.

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ہو (حلیۃ الاولیاء' باب عطاء بن ابی رباح' الحدیث ۴۳۱۵)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا ہی نہ ہوا.

اور ایک دوسری حدیث میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا" ابو بکر الصدیق خیر الناس الا ان یکون نبیا"

یعنی" ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں" (کنز العمال, کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث ۳۲۵۴۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

آپ فرماتے ہیں:"حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ھمارے سردار ہیں,ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ھم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں-"(سنن الترمذی,کتاب المناقب 'مناقب ابو بکر صدیق،الحدیث۳۶۷۶ج۵)

مفتری کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں" نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے کوئی دوسری بات کی تو وہ مفتری یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی وہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے (کنزالعمال,کتاب الفضائل،باب فضائل صحابہ،فضل الصدیق،الحدیث،۳۵۶۲۲،ج۶،الجز ۱۲،ص ۲۲۳،جمع الجوامع،مسند عمر بن الخطاب الحدیث،۱۰۵۸،ج۱۱ص۲۱۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت سیدنا اصبغ بن نباتہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں "میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ سے استفسار کیا"

،اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟"فرمایا،اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں،ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ،پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ،پھر میں-(یعنی حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ)

(الریاض النضرت،ج۱ص۵۷)

عن ابی سعید قال قال ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ الست احق الناس بھذا الامر الست اول من اسلمہ الست صاحب کذا الست صاحب کذا اخرجہ الترمذی)

ترجمہ

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا-کیا میں امر خلافت کا سب سے زیادہ حق دار نہیں-کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والا نہیں؟کیا میری یہ خصوصیت نہیں؟کیا میری یہ فضیلت نہیں!اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا

(سنن ترمذی:الحدیث ۳۶۶۷)

(الطریقۃ المحمدیہ فی حقیقۃ القطع بلافضیلۃ:الحدیث ۲۲۰ ص356)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتی ہیں-فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابو بکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابو بکر کے سوا کوئی اور کرے(ترمذی)

شرح

مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور انور نماز کے لیے مسجد تشریف نہ لاسکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابو بکر نماز پڑھائیں،حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ مصلےٰ پر کھڑا فرمانا اتفاقًا نہ تھا بلکہ کسی حکمت اور وجہ سے تھا۔اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنانا تھا اس کی تمہید تھی۔دوسرے یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو،معراج میں سارے نبیوں کی امامت حضور انور نے کی سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے۔تیسرے یہ کہ امامت نماز میں عالم قاری پر مقدم ہوگا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہذا مذہب حنفی قوی ہے کہ عالم قاری پر مقدم ہے۔خیال رہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو مسجد نبوی شریف میں کا امام بنانا اتفاقًا تھا وہاں یہ نہ فرمایا تھا کہ عبداللہ کے ہوتے کسی کو امامت کا حق نہیں لہذا ان دونوں اماموں میں فرق ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 8 حدیث نمبر 6029)

ان دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء اور مرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں آپ کی افضلیت پر امت کا اجماع ہے.

منکرین زکوۃ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: محمد رفیق ابن آدم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد جن فتنوں نے سر اٹھایا ان میں سے ایک زکوۃ کا انکار کرنے والے لوگ بھی تھے

مانعین زکوۃ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اقدام:

عن أبي هريرة قال: لما توفي النبي صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر وكفر من كفر من العرب قال عمر: يا أبا بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله فمن قال: لا إله إلا الله عصم مني ماله ونفسه it إلا بحقه وحسابه على الله ". قال أبو بكر: والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فإن الزكاة حق المال والله لو منعوني عناقا كانوا يؤدونها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها. قال عمر: فوالله ما هو إلا أن رأيت أن قد شرح الله صدر أبي بكر للقتال فعرفت أنه الحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ قرار پائے تو اہل عرب میں سے لوگ کافر ہو گئے یعنی زکوۃ کے منکر ہو گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں یعنی اہل ایمان سے کیوں جنگ کریں گے۔ جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں (یعنی اسلام لے آئیں) لہٰذا جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال محفوظ کر لیا سوائے اسلام کے حق اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں جو نماز اور روزہ کے درمیان فرق کرے کیونکہ جس طرح جان کا حق نماز ہے اسی طرح بلاشبہ مال کا حق زکوۃ ہے اور اللہ کی قسم اگر وہ لوگ جو منکر زکوۃ ہو رہے ہیں مجھے بکری کا بچہ بھی نہ دیں گے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہنے لگے اللہ کی قسم اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے

لئے الہام کے ذریعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل کھول دیا ہے یعنی پر یقین کر دیا ہے لہذا مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہی یعنی منکرین زکوۃ سے جنگ ہی حق اور درست ہے۔

تشریح

مذکورہ بالا حدیث میں اسی قسم کے ایک اور فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ قبائل مثلاً غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوۃ کے بارے میں کفر حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ویسے اس لفظ کے بارے میں تفصیل یہ کی جاتی ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ "کفر" (وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ زکوۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا لہذا ان کے اس سخت جرم پر بطریق تغلیظ و تشدید کفر کا اطلاق کیا گیا۔

بہر حال جو معنی بھی متعین کئے جائیں ان کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان لوگوں کے ظاہر احوال کے مطابق کہ وہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہی تھے ان کے کفر میں تامل کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ پر اعتراض کیا مگر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حقیقت حال بتائی تو نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے ہمنوا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست ایمانی اور ان کے تدبر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ کرنے سے منع کیا اور کہا کہ عہد خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ وفساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملے میں ابھی توقف کرنا چاہئے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جرات اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملے میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلے میں کوئی لچک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظت اور اسلام کے نظریات و اعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تن تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصابت رائے، جرات اور شجاعت وبہادری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جہاد فی سبیل اللہ میں سب سے آگے

از: محمد حمزہ ترابی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ آپ نبیوں اور بعض فرشتوں کے بعد امت میں سب سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ خلیفۃ رسول اللہ ہیں. دین اسلام کو جس محاذ پر کسی کی قربانی کی ضرورت پڑی تو آپ کی ذات پاک ہر میدان کے صف اول میں دکھائی دی. آپ رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب اور نرم مزاج تھے لیکن اس کے باوجود اللہ, اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی حرمت کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار اور سب سے آگے رہتے. آپ رضی اللہ عنہ سے جہاں مومنین پر رحماء بینھم کی جھلک نظر آتی تھی وہیں آپ اشداء علی الکفار کا مظہر اتم نظر تھے. دین اسلام کے لیے بہت سی قربانیاں آپ نے پیش کی ہیں.

اگر بات کی جائے کفار سے جہاد کرنے کی تو آپ اس جہاد فی سبیل اللہ میں بھی اپنی انفرادی حیثیت کے ساتھ ممتاز نظر آئے. چاہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضور کے ساتھ کفار مکہ و یہودیوں سے مقابلہ ہو یا حضور کے ظاہری وصال کے بعد مرتدین کے خلاف جہاد ہو ہر میدانِ جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے پرچم کو بلند کرنے میں سر فہرست رہے. یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کمالات وخوبیوں میں سے ایک عظیم خوبی جہاد فی سبیل اللہ کے مختلف زاویوں کو مختصر انداز میں بیان کیا جائے گا.

جنگ بدر میں صحابہ میں سے سب سے بہادر:

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دفعہ لوگوں سے سوال کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی حضور آپ ہی ہیں فرمایا میں تو اپنے برابر والوں سے لڑتا ہوں اس صورت میں میں صرف بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر. میں تو سب سے زیادہ بہادر کا پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور آپ ہی ارشاد فرمایئے, فرمایا غزوہ بدر کے روز ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے ایک سائبان بنایا اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان میں نگہبانی کون کرے گا تاکہ کوئی کافر آپ علیہ الصلوۃ والسلام پر حملہ کر کے تکلیف نہ پہنچا سکے اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا صرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آگے تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب بھی پھٹکے اور بالفرض کسی نے ایسی

جراَت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش بھی کی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منہ کی کھائی اس لیے ہم میں سب سے زیادہ بہادر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہی ہیں.

جنگ احد میں سب سے پہلے پلٹنے والے:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہؓ عنہا فرماتی ہیں کہ اُحد کے دن جب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار ﷺ سے جدا ہوگئے تو سب سے پہلے آپ ﷺ کے پاس حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹے۔(تاریخ مدینہ دمشق ج25ص75)

غزوہِ اُحد کی حسین یاد اور اشک باری:

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہؓ عنہا فرماتی ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غزوہِ اُحد کی یاد ستاتی تو آپ رونے لگتے اور فرماتے کہ یہ دن تو تھا ہی طلحہ بن عبید اللہ کا۔جب میں سب سے پہلے حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑی بہادری اور جواں عمری سے آپ ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے میرے دل میں یہ آیا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہوں اور واقعی وہ طلحہ رضی اللہؓ عنہ ہی تھے۔اور مجھے اس وقت سب سے بڑھ کر یہی شے محبوب تھی کہ سرکارِ نامدار مدینے کے تاجدار مکی مدنی سرکا ﷺ کی حفاظت پر اس جواں مردی سے جان نچھاور کرنے والا میری قوم کا ایک فرد ہے۔(تاریخ اسلام للامام الذھبی ج2ص190)

حدیبیہ پر صدیقِ اکبر کی غیرتِ ایمانی:

عُروہ بن مسعود ثقفی جب آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے وہی گفتگو فرمائی جو دیگر لوگوں کے ساتھ فرمائی تھی ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں بلکہ ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔یہ سُن کر انہوں نے سرکار ﷺ سے غیر مناسب گفتگو کی۔اس وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شہنشاہ مدینہ قرارِ قلب وسینہ ﷺ کے بالکل قریب ہی موجود تھے اور ان کی ساری گفتگو سُن رہے تھے۔ان کے آخری الفاظ سننے تھے کہ غصے کی شدت سے آپ رضی اللہؓ عنہ کا رنگ تبدیل ہو گیا آپ رضی اللہؓ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آگئی اور عروہ بن مسعود کی نہایت ہی سخت الفاظ میں سرزنش کی۔بلکہ ایسے الفاظ میں سرزنش کی کہ ان کا سانس خشک ہو گیا اور وہ کہنے لگے یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے رفیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

صدیق اکبر کے گھوڑے کی جیت:

چھ سن ہجری بمطابق 627 عیسوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ کروائی. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس دوڑ میں حصہ لیا. اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی دوڑ بھی کرائی اس دوڑ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھوڑے نے بھی حصہ لیا اور وہ دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل گیا اور اس نے سبقت حاصل کی یہ دونوں دور اسلام میں سب سے پہلی دورے تھیں.

غزوہ تبوک اور صدیق اکبر:

سن نو ہجری رجب کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے روانہ ہوئے یہ آخری مہم تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لیے صدقہ کرو اس فرمان کے بعد صحابہ کرام اپنی توفیق کے مطابق مال راہ خدا میں صدقہ کرنے لگے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 10 ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدق کیا 10 ہزار دینار خرچ کیے اور اس کے علاوہ 900 اونٹ اور 100 گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے پیش کر دیا اب فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا کہ ہر بات سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ سے نیکیوں میں آگے بڑھ جاتے تھے اس بار میں ان سے آگے بڑھ جاؤں پھر وہ گھر گئے اور گھر کا سارا ساز و سامان جمع کیا اور پھر اس کے دو حصے کیے ایک حصہ گھر والوں کے لیے چھوڑا اور ایک حصہ عربی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہو گئے. حضور کی بارگاہ میں آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اے عمر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ حضور گھر والوں کے لیے آدھا مال چھوڑ کر آیا ہوں اتنے میں یار غار یار مزار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لے آئے اور آپ اس طرح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے کہ آپ نے بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی تھی جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے سیدنا فاروق اعظم نے منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا.

دے کے سب کچھ پھر بھی بچ گیا میرے لیے

ایک خدا میرے لیے ایک مصطفی میرے لیے

کچھ دیر میں حضرت سیدنا جبریل امین حاضر ہو گئے اور آپ نے ویسا ہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا جو سیدنا صدیق اکبر نے زیب تن فرمایا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا یہ کیا پہنا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ نے آج تمام فرشتوں کو بھی حکم دیا ہے کہ آج ویسا ہی لباس پہنے جیسا آپ کے عاشق صادق نے پہنا ہوا ہے اور ساتھ ہی اللہ انہیں سلام ارشاد فرماتا ہے اور استفسار فرماتا ہے کہ یہ اپنے رب سے اس حال میں راضی ہیں یا ناراض؟ یہ پیغام محبت سنتے ہی کے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وجد میں آگئے اور ان پر رقت طاری ہو گئی عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھلا اپنے رب سے کیسے ناخوش ہو سکتا ہوں پھر تین بار فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں.

جب جاگے گا قلب مومن ہر دل سے صدا یہ ائے گی

صدیق اکبر میرے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ سے چند واقعات بیان کیے گئے اللہ کریم ان کے صدقے ہمیں حضور علیہ السلام کی محبت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم.

سیرت قبل اسلام

از: سید حسنین عطاری

حضرت ابو بکر صدیق کی شخصیت قبل اسلام اور بعد اسلام ایک مثالی شخصیت ہے۔ یہاں آپ کی قبل اسلام کی سیرت مذکور ہے۔

(غیر خدا کو کبھی سجدہ نہیں کیا)

آپ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ چند برس کی عمر میں آپ کے والد آپ کو بت خانے لے گئے اور کہا یہ ہیں "تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو" پھر انہیں اکیلا کرنے کو چلے گئے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہ بُت کے سامنے تشریف لے گئے تو فرمایا: "میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں اگر تُو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔" وہ بُت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصّہ آیا، اور وہاں سے آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہ کی ماں کے پاس لائے، سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سچی بندی! تجھے خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صَلَّی اللّٰہ تعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صاحب اور رفیق ہے۔" یہ روایت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہنے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے، حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی: "صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ وَّھُوَ الصِّدِّیْقُیعنی ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔" اور تین بار یہی الفاظ دہرائے۔

(اہل مکہ میں صدیقِ اکبر کا مقام)

علامہ ابو زکریا یحیٰ بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہ القَوِی فرماتے ہیں: "آپ کا شمار زمانہ جاہلیت میں روساء قریش میں ہوتا تھا اور دیگر سردار آپ سے مختلف امور میں مشورے کیا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہان کے اچھے برے تمام معاملات کو اچھی طرح جانتے تھے جب اسلام کا پیغام ملا تو اسلام کو دنیا پر ترجیح دی اور صرف اسلام کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔" حضرت سیدنا معروف بن خربوذ رَحْمَۃُ اللّٰہ تعَالٰی عَلَیْہِسے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہکا شمار قریش کے ان دس مایہ ناز لوگوں میں ہوتا ہے جن کی شرافت زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہکے پاس لوگ فیصلہ

کروانے کے لیے اپنے مقدمات لایا کرتے تھے کیونکہ اس وقت کوئی انصاف پسند بادشاہ تو تھا نہیں جس کے پاس وہ اپنے تمام معاملات کو پیش کرتے، اس لیے ہر قبیلہ میں اس کے رئیس اور شریف شخص کو اس کی ولایت حاصل ہوتی تھی لہٰذا لوگ اپنے فیصلے کروانے کے لیے آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

(تاجر مکہ)

مکہ کے چھوٹے بڑے تمام قبیلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تجارت کرتے تھے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہجب جوان ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی کپڑے کی تجارت شروع کی اور اپنے اعلی اخلاق، صاف گفتگو، زبان کی سچائی اور ایمان داری سے آپ نے بے حد نفع حاصل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شمار مکہ کے معروف تاجروں میں ہونے لگا۔

(سفر تجارت)

سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہنے تجارت کے لیے شام کے شہر بصری کا سفر اختیار فرمایا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمکی رفاقت اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمسے گہری وابستگی کی شدید تڑپ کے باوجود آپ نے اس تجارتی سفر کو اہمیت دی اور خود رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہسے شدید محبت کے باوجود آپ کو یہ سفر کرنے سے منع نہ فرمایا۔

(تاجر ہو تو صدیق اکبر جیسا)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ایک تاجر پیشہ اور کاروباری آدمی تھے، کاروباری لوگ عموماً گفتگو میں بہت محتاط ہوتے ہیں وہ کوئی بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتے جو ان کے تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرے۔ نہ تو وہ کسی کے مذہب وعقیدے میں دخل دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کے عمل وحرکت کے بارے میں کوئی بات کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ لوگ مصلحت اور عافیت کو پسند کرتے ہیں تمام معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر اپنی کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے چپ سادھ لیتے ہیں، کسی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے اور ان کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہیں لیکن جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہکی فطرت عام کاروباری لوگوں کی فطرت کے بالکل برعکس تھی، انہوں نے اسلام قبول کرتے ہی اسلام کا فوراً اظہار کر دیا بلکہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا اولین فریضہ سمجھ کر اپنے دیگر تاجر بھائیوں کو اسلام کے فوائد سے مطلع کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جس دن اسلام لائے اسی دن حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے بعد انہیں داخل اسلام کر لیا اور دوسرے دن حضرت سیدنا عثمان بن مظعون،

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف، حضرت سیدنا ابوسلمہ اور حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو بھی داخل اسلام کرلیا۔

صدیق اکبر اور اولیت قبولِ اسلام

از: محمد عالیان منصور

سیدنا ابو بکر صدیق پہلے ایمان لائے

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیقُ یعنی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۷۵۶، ج۵، ص۴۱۱)

اسلام لانے میں کوئی تردد نہ کیا

حضرت سیدنا محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللّٰہ بن حصین تمیمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے تردد اور تھوڑا بہت غور وفکر ضرور کیا، مگر ابو بکر صدیق ایسے ہیں کہ جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی تردد اور غور وفکر کے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور اسلام میں داخل ہوگئے۔'' (اسد الغابہ، عبد اللّٰہ بن عثمان اسلامہ، ج۳، ص۳۱۷، تاریخ مدینہ دمشق، ج۳۰، ص۴۴)

عدم تردد کی وجہ

واقعی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بہت ہی عظیم خوبی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی دعوت سنتے ہی نہ تو کوئی سوال کیا اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کوئی بات سمجھنے کی کوشش کی حالانکہ اس وقت جن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جاتی تھی تو اولاً اس میں تردد یا سکوت کرتے اور ثانیا اسلام کے فوائد جاننے کی لازماً کوشش کرتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی قسم کا کوئی تردد، سکوت یا سوال نہ کیا بلکہ اِدھر اسلام کی دعوت کانوں میں پڑی اور اُدھر کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے، آپ کے اس بلا تردد اسلام قبول کرنے کی وجہ بیان

کرتے ہوئے علامہ بیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''آپ کے بلاتردد قبول اسلام کی وجہ یہ ہے کہ آپ سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسلام کی دعوت دینے سے قبل ہی تمام دلائل اور شواہد ملاحظہ کر چکے تھے، اس لیے جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کو اسلام کی دعوت دی گئی فوراً ہی اسلام قبول فرما لیا۔'' (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من تقدم اسلامہ، ج۲، ص۱۶۴، تاریخ الخلفاء، ص۲۷)

عدم تردد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام قبول کرنے سے قبل نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ پیش آنے والے کئی واقعات جیسے غار حرا میں سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کا وحی لے کر حاضر ہونا، غیبی آوازوں کا سننا، حیوانات وجمادات کا آپ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کرنا وغیرہ پیش آئے کہ جن کو سن کر ایک عام آدمی اپنی سوچ کے مطابق انہیں کبھی تسلیم نہ کرے، لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ نے ایسے واقعات سن کر بھی ذرہ بھر شک کا اظہار نہ کیا بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام باتوں پر بغیر کسی تامل کے صحیح ہونے کا یقین کر لیا۔

عظمت ایمان صدیق اکبر

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ یعنی اگر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا ایمان تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا ایمان ان سب کے ایمان سے زیادہ وزنی ہو۔'' (شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان، الحدیث: ۳۶، ج۱، ص۶۹)

حضرت سیدنا ابو بکرہ ثقفی رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے استفسار فرمایا: ''مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ رُؤْیًا؟ یعنی تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' ایک صحابی نے عرض کیا: ''جی ہاں یارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک میزان نازل ہوا اور اس میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ سے وزن میں بھاری رہے۔ پھر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا پلڑا وزنی رہا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنْہ سے بھاری ثابت ہوئے۔ پھر وہ میزان اٹھا لی گئی۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس خواب سے کبیدہ خاطر ہوئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے فرمایا: ”خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللہُ الْمُلْکَ مَنْ یَشَاءُ یعنی یہ نبوت کی خلافت ہے، پھر اللہ تعالٰی جسے چاہے گا بادشاہی عطا فرمائے گا۔“

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، الحدیث : ۴۶۳۵، ج۴، ص۲۷۵، کشف الخفاء، حرف اللام، الحدیث : ۲۱۲۷، ج۲، ص۱۴۹)

صدیق اکبر کا تقوی وپرہیزگاری

از: محمد اسامہ ساجد

اگر تقویٰ ومجاہدہ رضائے الٰہی کے لیے ہو تو یہی تقوی باعث نجات ہے اور جب کسی انسان کا دل تقویٰ سے خالی ہو جائے تو اس کا ساری عمر رونا بھی اسے کام نہ دے گا کہ سب سے افضل چیز تقوی وپرہیزگاری ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیزگاری ہے۔'' (مجمع الزاوئد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۴۷۹، ج۱، ص۳۲۵)

صدیق اکبر کے زھد وتقویٰ پر قرآن کی گواہی:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہ تو وہ متقی ہیں جن کے تقوے کو خود قرآن عظیم بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ پارہ ۳۰، سورۃ اللیل، آیت نمبر ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىۙ(۱۷))

ترجمۂ کنز الایمان: ''اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔''

اس آیت مبارکہ میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہ ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ ۳۰، اللیل: ۱۷)

زہد وتقویٰ میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل:

حضرت سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو زُہد وتقوی میں حضرت عیسی عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھ لے۔'' (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۸۲)

آپ کے پاس صرف ایک فدکی کپڑا تھا:

حضرت سیدنا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کا رفیق رہا ہوں اور آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا سواری کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اسے کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے اور جب سواری نہ فرماتے تو پھر ہم دونوں اسے استعمال کیا کرتے تھے۔"(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب اللباس والزینۃ، فی لبس الصوف، الحدیث: ۱، ج۶، ص۳۹)

کھاتے ہی قے کردی:

ایک بار حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں دودھ لایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پی لیا۔ غلام نے عرض کی، میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اس کے متعلق دریافت فرماتے تھے لیکن اِس دودھ کے متعلق کوئی استفسار نہیں فرمایا؟ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: "یہ دودھ کیسا ہے؟" غلام نے جواب دیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بیمار پر منتر پھونکا تھا جس کے مُعاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں اُنگلی ڈالی اور دودھ اُگل دیا۔ اِس کے بعد نہایت عاجزی سے دربارِ الٰہی میں عرض کیا: "اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! جس پر میں قادِر تھا وہ میں نے کر دیا۔ اس کا تھوڑا بہت حصّہ جو رگوں میں رہ گیا ہے وہ مُعاف فرمادے۔"(صحیح البخاری، مناقب الانصار، ایام الجاھلیۃ، الحدیث: ۳۸۴۲، ج۲، ص۵۷۱، منھاج العابدین، الفصل الخامس، البطن وحفظہ، ص۹۷)

گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں:

یقینا فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے بچانے ہی کا نام تقوی ہے چنانچہ حضرتِ سیدنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جود و سخاوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ "اے ابو ذر! تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل نہیں اور گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں اور حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔"(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الخلق الحسن، الحدیث: ۴۰۵۹، ج۳، ص۳۲۷)

یقینا منبع خوفِ خدا صِدّیقِ اکبر ہیں

صدیق اکبر اور تلاوت قرآن:

تلاوت کرتے ہوئے گریہ وزاری:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رہتا یعنی زاروقطار رونے لگتے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللّٰہ تعالٰی، الحدیث:۸۰۶، ج۱، ص۴۹۳)

گرمیوں میں روزے:

حضرت سیدنا ابو بکر بن حفص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ گرمیوں میں (نفلی) روزے رکھتے اور سردیوں میں چھوڑ دیتے تھے۔ (الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم:۵۸۵، ص۱۴۱تا۱۴۲)

کئی کئی روز تک فاقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہ السَّلَام میں سے بعض کئی کئی روز تک نہیں کھاتے تھے۔ چُنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ چھ دن تک کچھ تناول نہ فرماتے، حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سات دن تک نہ کھاتے، حضرتِ سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے شاگردِ رشید حضرت سیدنا ابو الجوزاء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سات دن بھوکے رہتے، حضرتِ سیدنا ابراہیم بن ادہم اور حضرتِ سیدنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا ہر تین دن کے بعد کھانا تناول فرماتے۔ یہ تمام حضرات بھوک کے ذریعے آخرت کے راستے پر چلنے میں مدد حاصل کرتے تھے۔ (احیاء العلوم، کتاب کسر الشھوتین، ج ۳، ص ۱۱۲)

موضوع: اقوالِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

از: محمد اسماعیل شاہد

لوگوں کی ہدایت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے پاس بیٹھنا اور ان کے فرامین پر عمل کرنا بھی ہے، کیونکہ اولیائے کرام کی گفتگو میں عموماً قرآن وحدیث کا نچوڑ ہوتا ہے، نیز یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ عام لوگوں کی باتیں اس طرح دل پر اثر نہیں کرتیں جس طرح کسی ولی کامل کی ایک نظر یا کوئی ایک بات اثر کر جاتی ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ اللہ والے ہر وقت اللہ کو راضی کرنے، اس کی عبادت کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں، جس کی بنا پر اللہ پاک انہیں خصوصی انعامات و اکرامات سے نوازتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی باتوں کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہستی خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں آپ کی حکمت بھری باتیں سننے والا اور آپ کی صحبت بابرکت اختیار کرنے والا شخص محروم نہیں لوٹتا بلکہ علم وحکمت کے بہت سے موتی اپنے دامن میں سمیٹ کر جاتا ہے اور خود کو خوش نصیبوں میں شمار کرتا ہے، لہذا آپ کی حکمت بھری باتوں پر عمل کرتے ہوئے خوب خوب فائدے حاصل کیجئے:

1۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پاک پڑھنا گناہوں کو اس قدر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ تاریخ بغداد: 172/7، رقم: 3607)

2۔۔۔ اے لوگو! جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ (مسند امام احمد: 22/1، حدیث: 16)

3۔۔۔ اے لوگو! خوفِ خدا سے تم میں سے جو رو سکے وہ روئے کہ وہ دن آنے والا ہے کہ تم رلائے جاؤ گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص 81)

4۔۔۔ کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو کیونکہ ادنی مسلمان بھی اللہ پاک کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہوتا ہے (الزواجر، 149/1)

5۔۔۔میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ فقر وفاقہ کی حالت میں بھی اللہ پاک سے ڈرتے رہو اور اُس کی اس طرح حمد وثنا کرو جس طرح کرنے کا حق ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔(حلیۃ الاولیاء، 1/70، رقم:81)

6۔۔۔منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن پرندے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے پرندے! کاش میں تیری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔(شعب الایمان 1/485، حدیث: 788، احیاء العلوم، 4/226)

7۔۔۔جو شخص خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اُس کو دنیا کی طلب سے دور کر دیتا ہے اور اس کو تمام انسانوں سے وحشت دلاتا ہے۔(تفسیر روح البیان، 8/388، تحت الآیۃ(67)

8۔۔۔میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو اور جب سے اسلام قبول کیا ہے اللہ پاک کی ملاقات کے شوق کے سبب کبھی سیر ہو کر نہیں پیا۔(مختصر منہاج العابدین، ص87)

9....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز کے وقت فرماتے: لوگو اُٹھو! اپنے رب کی جس آگ کو تم نے بھڑکایا ہے اُسے (نماز کے ذریعے) بجھاؤ۔(مکاشفۃ القلوب، ص68)

10....امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک بروز قیامت اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے تو اسے چاہئے کہ مؤمن کے لئے مہربان اور نرم دل ہو۔"(تنبیہ المغترین، ص76)

11۔۔۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (عاجزی کے طور پر) فرماتے ہیں: کاش میں (فضول بات کہنے سے) گونگا ہوتا۔(مرآۃ المناجیح، 8/18)

12۔۔۔اے لوگو! اللہ پاک سے معافی وعافیت طلب کرو کیونکہ مومن کے لئے اسلام کے بعد مغفرت و عافیت سے بڑھ کر کوئی افضل چیز نہیں۔(تنبیہ المغترین، ص45)

13۔۔۔کسی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے صبح کیسے کی ؟ فرمایا: رب جلیل کی بارگاہ میں حقیر بندے کی طرح جو اس کے احکام کی پیروی کا پابند ہے۔(تنبیہ المغترین، ص153)

14۔۔۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبر اور خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے جب لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ یوں دعا مانگتے: یا اللہ پاک! جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس سے بہتر بنا دے اور جو کچھ یہ نہیں جانتے میرا وہ عمل معاف فرما دے۔(تنبیہ المغترین، ص241)

15۔۔۔آپ رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ کو اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رہتا (یعنی زار و قطار رویا کرتے)۔(شعب الایمان، 1/ 493، رقم:806)

16۔۔۔حروف مقطعات کے بارے میں فرمایا: ہر کتاب کے راز ہوتے ہیں اور قرآن مجید کے راز سورتوں کے شروع میں آنے والے حروف ہیں۔(تفسیر روح المعانی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:1، 1/ 136)

17۔۔۔اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔

(تفسیر کبیر3/ 316)

18۔۔۔جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کہاں ہیں لوگوں کو معاف کرنے والے ؟ اللہ پاک اُن کو معاف کرنے کا اجر عطا فرمائے گا۔ (جامع الاحادیث، 14/ 182، حدیث:219)

19۔۔۔بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جو ابتدائے اسلام میں (یعنی فتنوں کے سر اٹھانے سے پہلے) دنیا سے چلا گیا۔ (مسند الفردوس 2/ 46، حدیث:3747)

20۔۔۔کوئی شکار اُس وقت تک شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوئی درخت اس وقت تک کاٹا جاتا ہے جب تک کہ ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ 137/8،حدیث:35582،الزہد للامام احمد،ص139،حدیث:567)

21۔۔۔ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو اللہ پاک کی رضا کی خاطر کی جائے قبول ہو جاتی ہے۔(الزہد للامام احمد،ص140،رقم:574)

22۔۔۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا میں یہ کلمات بھی ہوتے تھے: اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِی اِیْمَانًا وَیَقِینًا وَمُعَافَاۃً وَنِیَّۃً یعنی اے اللہ پاک! مجھے ایمانِ کامل، یقین صادق، تمام آفات وبلیات سے حفاظت اور سچی نیت عطا فرما۔(موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا، 1/21

اللہ ہمیں ان کے فرامین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں

از: محمد دانش شوکت

امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کو رب تعالیٰ نے وہ عزت بخشی کہ تمام اصحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے فضائل و کمالات کے گرویدہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق نہایت مثبت تاثرات رکھتے تھے، صحابہ کرام علیہم کی نظر میں ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ کیسے تھے اس کی جھلک ملاحظہ فرمائیں:

1: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمام اہل زمین کا ایمان ایک پلڑے میں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا بھاری رہے گا۔

(أخرجه البيهقي وإسحاق بن راهويه في مسنده، والإمام أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة)

2: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

إِذا تذكّرتَ شجواً من أخي ثقةٍ - فاذكرُ أخاك بما فعلا

خيرُ البرية أتقاها وأعدلَها - بعد النّبيّ وأوفاها بما حملا

جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو یاد کر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ متقی، عدل والے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں.

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، استنشادہ فی مدح الصدیق، الحدیث:4470، ج4، ص7)

3:حضرت صلہ بن ذفر فرماتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تو آپ کرم اللہ وجہہ فرماتے: "یہ لوگ سبقت لے جانے والوں کا ذکر کرتے ہیں، اور فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ ٔقدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے ہیں"(المعجم الاوسط للطبرانی)

4:امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسلمان جسے بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور مسلمان جسے برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا(لہٰذا ثابت ہوا کہ عند اللہ بھی آپ کا خلیفہ بننا بہتر تھا)

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، یتجلی اللہ لعبادہ عامۃ ولابی بکر خاصۃ، الحدیث:4522، ج4، ص28)

رب تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کی سچی محبت عطا فرمائے، آمین

شجاعتِ صدیقِ اکبر

از: محمد ارسلان عطاری

خلیفہ بلا فصل، حق و وفا کا منبع و مرکز، خلیفہ اول جنابِ صدیقِ اکبر جس طرح آپ خلافت میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہمسفر، اپنا سب کچھ دین کی قربان کرنے والے تھے۔ اسی طرح شجاعت و بھادری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) بہت بھادر شخص تھے۔ اسلام کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے اور حق کا عَلم ہمیشہ سربلند کرنے والے تھے۔ آپکی شجاعت و بھادری کا چرچا عالم میں ہر سو ڈنکے بجا رہا تھا۔ یہاں تک کے کفار بھی آپ کا سامان کرنے سے کتراتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بچپن سے ہی بھادر اور نڈر تھے جس کا اندازہ آپکی کتابِ سیرت میں رونما ہونے والے واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے. آیئے آپ (رضی اللہ عنہ) کی بے مثال شجاعت و بھادری کے چند واقعات اپنی قلمِ نادار کے ذریعے آپکے گوشگزار کرتا ہوں.

ا) زمانۂ جاہلیت میں جب آپ چھوٹے تھے۔ ایک مرتبہ آپکے والد ابو قحافہ (جو کہ بعد میں مشرف باسلام ھوئے) آپکو بت خانے لے گئے اور کہا کہ یہ ہمارے بت ہیں انھیں سجدہ کرو۔ سجدہ کرنے کے بجائے آپ نے بت کے سامنے آکر کہا کہ میں بھوکا ھوں مجھے کھانا دو، میں برہنہ ھوں مجھے کپڑے دو، لیکن وہ پتھر کا بت کیسے جواب دیتا. پھر آپ نے ایک پتھر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھے پتھر مارتا ھوں. اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا. آپ نے وہ پتھر اس بت کو دے مارا اسی دوران وہ بت زمین پر گر پڑا. جب یہ سارا ماجرہ آپکے والد نے دیکھا تو آپ سے کہا بیٹا یہ تم نے کیا کیا. اللہ اکبر قربان جایئے صدیقِ اکبر کے جواب پر آپ نے حق و سچ کے عَلم کو بلند رکھتے ہوئے، بنا کسی خوف کے کہا کہ اے میرے ابا ! "میں نے وھی کیا جسکا یہ بت حقدار تھا".

سبحان اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع و بھادر تھے۔

چناچہ علامہ بزار علیہ الرحمۃ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ سب سے زیادہ بھادر کون ہے تو لوگوں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ دلیر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اپنے جوڑ والے سے لڑتا ھوں میں کیسے بھادر ہوا۔ لہذا تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بھادر کون ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت ھمیں نہیں معلوم آپ ہی بتا دیں. تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سنو سب سے زیادہ شجاع و بھادر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ جنگِ بدر کے موقع پر ھم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جھونپڑا بنایا تھا تا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی دھوپ اور گرد و غبار سے محفوظ رہیں. تو ہم لوگوں نے کہا

کہ اب یہاں حفاظت کے لئے کون رہے گا : تو خدا کی قسم سوائے ابو بکر صدیق کے کوئی بھی آگے نہ بڑھا اور آپ اپنی برہنہ تلوار لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہیں پھر کسی دشمن نے بھی آپ کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی اور اگر کوئی آیا بھی تو آپ اس پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے لہٰذا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بھادر ہیں .

اسلام کے پہلا خلیفہ

از: محمد اشرف عطاری

پہلا خلیفہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کے مشورے سے آپ کو جانشین رسول مقرر کیا گیا۔ آپ کی تقرری امت مسلمہ کا پہلا اجماع کہلاتی ہے۔ بار خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے سامنے پہلا خطبہ دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: میں آپ لوگوں پر خلیفہ بنایا گیا ہوں حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ میں آپ سب سے بہتر ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں نے یہ منصب و امارت اپنی رغبت اور خواہش سے نہیں لیا، نہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کے بجائے یہ منصب مجھے ملے، نہ کبھی میں نے اللہ رب العزت سے اس کے لئے دعا کی اور نہ ہی میرے دل میں کبھی اس (منصب) کے لئے حرص پیدا ہوئی۔ میں نے تو اس کو بادل نخواستہ اس لئے قبول کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں میں اختلاف اور عرب میں فتنہ ارتداد برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ میرے لئے اس منصب میں کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک بار عظیم ہے جو مجھ پر ڈال دیا گیا ہے۔ جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں سوائے اس کے اللہ میری مدد فرمائے۔ اب اگر میں صحیح راہ پر چلوں تو آپ سب میری مدد کیجئے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح کیجئے۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت، تمہارے درمیان جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دلواؤں۔ اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی قوم نے فی سبیل اللہ جہاد کو فراموش کر دیا ہو اور پھر اللہ نے اس پر ذلت مسلط نہ کی ہو، اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ کسی قوم میں فحاشی کا غلبہ ہوا ہو اور اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا نہ کرے۔ میری اس وقت تک اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی راہ پر چلوں اور اگر میں اس سے روگردانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ (طبری۔ ابن ہشام)

آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ قبولِ اسلام سے پہلے نہ صرف کامیاب تاجر تھے بلکہ اپنے عمدہ اَخلاق اور حسنِ معاشرت کی وجہ سے اپنی قوم میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، دیگر سردار مختلف اُمور میں آپ سے مشورے بھی کیا کرتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر، ج30، ص36، ملخصًا)

16یا18سال کی عمر میں رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہ ُتعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے فیض یاب ہوئے، جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ ُتعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو فوراًنورِ ایمان سے اپنے سینے کو منور کرلیا، اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ کی عمر38سال تھی۔

(فیضانِ صدیق اکبر، ص:40ملخصًا)

کمالات وفضائل

آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ انبیا ومرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔(آزاد) مردوں میں سب سے پہلے ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔(ترمذی،ج5،ص411،حدیث:3755)رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہ ُتعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں 17 نمازیں پڑھانے کا شرف بھی حاصل کیا، آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ ہی نے سب سے پہلے قرآن شریف کو جمع کیا۔(عمدۃ القاری،ج13،ص534،تحت الحدیث:4986)آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ خود بھی صحابی، والد بھی صحابی، بیٹے، بیٹیاں، پوتے اور نواسے بھی شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوئے۔(تاریخ ابن عساکر،ج30،ص19)یہ ایسے اِعزازات ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے۔

اَخلاقِ کریمہ: آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ ذہانت وفطانت، علم وحکمت، نورِ فراست، سنجیدگی ومتانت، قناعت و شجاعت اور صداقت میں بے مثال تھے۔ عشقِ رسول، خوفِ خدا، تقویٰ وپرہیزگاری، جاں نثاری، ایثار وقربانی اور پارسائی میں اپنی مثال آپ تھے۔سادگی، عاجزی، بُردباری، ایمانداری، نرم رَوی، رحم دلی، فیاضی اور غریب پروری آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ کے اَخلاقِ حَسَنہ کا ایک حصہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ مصیبت زَدوں کی غم خواری کرتے، پریشان حالوں کی دادرَسی کرتے، بیماروں کی عیادت کرتے، کسی کا انتقال ہوجانے پر اس کے گھر والوں سے تعزیت کرتے، ذاتی رقم ادا کرکے نَومسلم(نئے مسلمان ہونے والے)غلاموں کو ان کے ظالم آقاؤں سے خرید کر آزاد کردیا کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ ُتعَالٰی عَنْہ جب تلاوتِ قراٰن فرماتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پاتے اور زاروقطار رونے لگ جاتے۔(شعب الایمان،ج1، ص493،

دور صدیق اکبر کے اہم واقعات

از: محمد کاشان رضا عطاری

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے صدیق اکبر کے دور میں کئی اہم واقعات پیش آئے:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت 632 عیسوی میں شروع ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد۔ انہوں نے اپنی زندگی امت کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

ان کے دور میں امت کو ردا کی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا جہاں کچھ قبائل نے اسلام کو ترک کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کن احکام صادر کیے اور ان کی قیادت میں امت مسلمہ نے اس بحران پر قابو پالیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امت کی صحت و سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف اقدامات کیے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اثر و رسوخ کی توسیع کی نگرانی کی۔ مسلم فوجوں نے شام، عراق، ایران اور مصر جیسے علاقوں کو فتح کیا، جس کے نتیجے میں اسلامی سلطنت کی حدود میں توسیع ہوئی۔

ان کے دور میں قرآن مجید کو ایک ہی کتاب میں مرتب کیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپا جو کہ قرآن مجید کو مکمل طور پر محفوظ کرنے کا ایک اہم قدم ہے۔

صدیق اکبر کی قیادت نے اسلام کی ابتدائی تاریخ کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کیا، جس میں اسلامی تعلیمات کے استحکام، توسیع اور تحفظ پر توجہ دی گئی

صدیق اکبر کی خلافت انصاف، مساوات اور اخلاقی حکمرانی کے لیے ان کی غیر متزلزل وابستگی سے ممتاز تھی۔ اس کی قیادت نے صالح خلفاء کی روایت سے متاثر ہو کر کمیونٹی کی فلاح و بہبود کو ترجیح دی۔

انصاف صدیق اکبر کے دور کا سنگ بنیاد تھا۔ اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں انصاف اور غیر جانبداری پر زور دیا گیا، اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ قانون کی حکمرانی قائم رہے۔ اس کی عدالت تعصب کے بغیر انصاف کی فراہمی، مساوات کے لیے ایک معیار قائم کرنے کے لیے مشہور ہوئی۔

خلافت صدیق اکبر کے دور میں معاشی پالیسیوں میں فلاح و بہبود اور غربت کے خاتمے کو ترجیح دی گئی۔ وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے، جس سے ایک زیادہ مساوی معاشرے میں حصہ ڈالا گیا۔ سماجی و اقتصادی انصاف ان کی خلافت کی پہچان بن گیا۔

تعلیم اور علم کی ترسیل کے لیے خلیفہ کی وابستگی نے اپنے دور کی فکری نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے سیکھنے کے مراکز قائم کیے، علماء کی سرپرستی کی، اور مختلف شعبوں میں علم کے حصول کی حوصلہ افزائی کی۔ اس روشن خیال نقطہ نظر نے سائنس، ادب اور فلسفے کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

سفارتی طور پر صدیق اکبر نے دانشمندی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا۔ وہ پڑوسی خطوں کے ساتھ تعمیری بات چیت، اتحاد کو فروغ دینے اور استحکام کو یقینی بنانے میں مصروف رہا۔ ان کی سفارت کاری نے پرامن بقائے باہمی اور تنازعات کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کو ترجیح دی۔

ذاتی دیانت اور تقویٰ صدیق اکبر کی قیادت کے لیے لازم و ملزوم تھے۔ اس کی عاجزی، ہمدردی، اور انصاف کے لیے لگن نے اسے اپنے ہم عصروں کی عزت اور تعریف حاصل کی۔ اس کے مثالی کردار نے اخلاقی کمپاس کے طور پر کام کیا، اخلاقی طرز عمل اور راستبازی کو متاثر کیا۔

سماجی انصاف کے معاملے میں صدیق اکبر نے اقلیتوں اور پسماندہ گروہوں کے حقوق کی حمایت کی۔ شمولیت کے لیے ان کی وابستگی نے سماجی ہم آہنگی اور ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا، معاشرے کے متنوع طبقات کے درمیان اتحاد کو فروغ دیا۔

خلافت صدیق اکبر کی وراثت روشن خیال قیادت کے مینار کے طور پر قائم ہے۔ اس کی خلافت انصاف، ہمدردی اور اجتماعی بہبود کے وژن کے ساتھ حکومت کرنے کے خواہشمند لوگوں کے لیے ایک نمونے کے طور پر کام کرتی ہے۔ ان کی زندگی اور اصول حکمرانی کے لیے ایک لازوال رہنما پیش کرتے ہیں، جو ہمیں ہر دور میں نیک قیادت کے پائیدار اثرات کی یاد دلاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم غیب پر یقین

از: عبد الصمد عطاری

اُم ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ فرمایا:

نبی کریم ﷺ کو معراج میرے گھر میں ہوئی، رات وہاں آرام فرمایا، صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے اُم ہانی! آج رات مجھے بیت المقدس لے گئے، وہاں سے آسمانوں پر پہنچایا گیا، صبح سے پہلے واپس لے آئے۔

اُم ہانی فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میری درخواست ہے کہ اس عجیب بات کو منکروں کے سامنے پیش نہ فرمائیں، وہ یقین نہیں کریں گے اور آپ ﷺ کو جھوٹا کہیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس قصہ کو کسی سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔

دوسرے ہی دن جب صبح ہوئی اور سورج اُفق سے طلوع ہوا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ مسجد حرام تشریف لائے اور حجرہ میں غمگین وخستہ خاطر بیٹھ گئے کیونکہ قریش کی تکذیب اور کم ظرفوں کے اِستہزاء کا خدشہ تھا، اسی خیال میں تھے کہ ابو جہل لعین آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ سے اِستہزاء کے طور پر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے اور عجیب وغریب معانی سے کوئی حقیقت حاصل ہوئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں آج میں نے ایک ایسا سفر کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا اور ایسی خبر لایا ہوں کہ آج تک کوئی نہیں لایا۔

اس نے کہا کہاں تک کا سفر کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں کے طبقات تک گیا۔ اس نے کہا آج رات گئے اور صبح مکہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ کہنے لگا ایسی بات کو قوم کے سامنے بیان کریں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں ابو جہل چیخ اٹھا اے گروہ بنی کعب اور اے بنی لُوی، لوگ ارد گرد جمع ہو گئے۔

ابو جہل نے کہا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ مجھ سے کہا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی بیان کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات مجھے بیت المقدس لے گئے، پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے۔ حاضرین حیران رہ گئے اور دست تاسف ملنے لگے، بعض اس کام میں لغو کرنے لگے کیونکہ ان کی ناقص عقلوں میں یہ بات ناممکنات میں سے تھی۔ انہوں نے اسے اس قدر بعید از عقل سمجھا کہ کمزور ایمان مسلمانوں کی ایک جماعت مرتد ہو گئی۔ والعیاذ باللہ من ذلک،

ابو جہل منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ اپنے ساتھی کے پاس چلیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

ابو جہل نے کہا کہتے ہیں کہ رات مجھے بیت المقدس میں لے گئے حالانکہ رات وہ قوم میں تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے؟ ابو جہل نے کہا ہاں.

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی تعجب کی بات نہیں، میں آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، اگر آپ ﷺ فرمائیں کہ میں ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا اور واپس آ گیا تو بھی میں آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔

ابو جہل نے کہا: میں نے کسی ساتھی کو اپنے ساتھی کی اس طرح تصدیق کرنے والا نہیں دیکھا جیسا آپ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ خود بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا ہے

کہ مجھے رات آسمانوں پر لے جایا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے یا نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا ہے. ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا،

پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیسے ہوا؟

آپ ﷺ نے شروع سے آخر تک بیان فرمایا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی ہر بات ختم کرنے پر کہتے، آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا

یا رسول اللہ ﷺ کیسے تصدیق نہ کروں؟

وہ خدا جس نے جبرائیل (علیہ السلام) کو ہزار مرتبہ نیچے اتارا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی زمین سے آسمانوں پر لے جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ثابت اور مقرر ہو گیا کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے معراج کی تصدیق کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے

کہتے ہیں کہ اس روز آپ صدیق کے لقب سے مُلقب یعنی (لقب دیا گیا) ہوئے۔

آیت مبارکہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (سورت آیت نمبر 33)

اور سب سے پہلے جس شخص نے جھٹلایا اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کی ابو جہل تھا۔ اس کے متعلق آیت مبارکہ نازل ہوئی:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ

(سورت الزُمر آیت نمبر 32)

پس جو شخص معراج کی تصدیق کرتا ہے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیروکار ہے

اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ ابو جہل کی اولاد ہے۔

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi